عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | یکم تا ۷ رشعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رمارچ ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۱۱

الاربعین فی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حکومت قادیانیوں کی پشت پناہی سے باز رہے مولانا اللہ وسایا

ختم نبوت کے اسٹیج پر تمام مسلمان اکٹھے تھے، ہیں اور رہیں گے۔ مولانا صابر ایوب

قادیانیوں کی کتابیں دجل وفریب کا مجموعہ ہیں۔ عرفان محمود برق

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چچنند میں علمائے کرام کے خطابات

ساری انسانیت کے لیے پیغامِ توحید

دوسروں کی چیزوں کا استعمال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

والد صاحب کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟

س:......میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے، انہوں نے اپنے انتقال سے ۱۴ سال پہلے مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو ایک دکان بطور گفٹ (ہدیہ) کے دی تھی، ہماری مالی حالت اور دیگر وجوہات کی وجہ سے والد صاحب نے وہ دکان اپنی زندگی میں دے کر قانونی طور پر سے رجسٹرار آفس میں ٹرانسفر کرواکے قبضہ بھی دیا اور مکمل ملکیت بھی دی تھی۔ دکان دینے کے بعد کہا تھا کہ آپ دونوں کو حصہ دے دیا ہے، اب ورثہ میں سے کوئی مطالبہ نہ کریں۔ اس کے علاوہ ترکہ میں مکان اور ایک پلاٹ بھی ہے جو والد صاحب نے ہماری سوتیلی والدہ کے لئے لیا تھا اور کہا تھا کہ سوتیلی والدہ کو ورثہ میں صرف پلاٹ ہی دیا جائے اور کچھ نہیں۔ لیکن پلاٹ کی ابھی کچھ قسطیں ادا کرنی باقی ہیں۔ ہم اب چھ بھائی اور دو بہنیں اور سوتیلی والدہ وارثین ہیں۔ ہمارے ایک بھائی کا انتقال والد صاحب سے دو مہینے پہلے ہوچکا ہے۔ اب ہم دونوں بھائی یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ والد صاحب نے بطور گفٹ (ہدیہ، تحفہ) جو ہمیں دکان دی تھی اور اس پر مکمل قبضہ اور ملکیت دی تھی، آیا: (۱) یہ ہم دونوں بھائیوں کی ذاتی ملکیت تصور کی جائے گی؟ (۲) کیا ہم دونوں بھائیوں کو بھی مکان میں سے حصہ ملے گا؟ (۳) کیا ہمارے مرحوم بھائی کو جن کا انتقال والد صاحب سے دو مہینے پہلے ہوا تھا، ان کی اولاد کو حصہ ملے گا؟ (۴) کیا سوتیلی والدہ کو صرف پلاٹ ہی دیا جائے گا یا اس پلاٹ کو بھی ترکہ میں رکھا جائے گا؟

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم نے چونکہ دکان آپ دونوں بھائیوں کو ہبہ کردی تھی اور اس کا مکمل قبضہ بھی دے دیا تھا تو اب یہ دکان آپ دونوں کی ملکیت ہے اور دونوں بھائی اس میں برابر برابر حصہ کے مالک ہیں۔ دکان ہبہ کرنے کے بعد آپ کے والد نے وضاحت بھی کردی تھی کہ ورثہ میں آپ دونوں کا حصہ نہیں ہوگا، کیونکہ حصہ کے بقدر وہ آپ کو دے چکے ہیں۔ لہٰذا ان کا ترکہ اب دیگر ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ مرحوم کے جس بیٹے کا انتقال زندگی میں ہی ہوگیا تھا وہ ترکہ سے محروم ہے، ہاں اگر تمام ورثاء ان کا حصہ دینے پر راضی ہوں تو بہتر ہے اور اس عمل پر وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ ایسی صورت میں کُل ترکہ کو اسی حصوں میں تقسیم کرلیں، جس میں سے دس حصہ بیوہ کو چودہ چودہ حصے چاروں بیٹوں میں سے ہر ایک بیٹے کو اور سات سات حصے ہر ایک بیٹی کو ملیں گے اور اگر ورثاء مرحوم کے بیٹے کا حصہ دینے پر راضی نہ ہوں تو کل ترکہ کو چونسٹھ حصوں میں تقسیم کریں، جس میں سے آٹھ حصے بیوہ کو اور چودہ چودہ حصے تینوں بیٹوں میں سے ہر ایک بیٹے کو اور سات سات حصہ ہر ایک بیٹی کو ملیں گے۔

ورثاء میں جائیداد کی تقسیم

س:......کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، ہم نو بھائی ہیں اور پانچ بہنیں ہیں، والدہ بھی فوت ہوگئی ہیں۔ ہمارے والد صاحب کی جائیداد شرعی طور پر کس طرح تقسیم ہوگی، نیز ہم بھائیوں میں سے ایک بھائی اپنے ایک دوست سے پچاس لاکھ روپے قرض لے کر کاروبار کررہا ہے، کیا اس کے کاروبار میں باقی بھائیوں اور بہنوں کا حصہ ہوگا یا نہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو شرعاً ۲۳ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ جس میں سے دو حصے مرحوم کے ہر ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ مرحوم کی ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔ آپ کا بھائی اپنے دوست سے قرض لے کر کاروبار کررہا ہے تو وہ کاروبار اس کا ہی ہوگا۔ اس لئے اس کے دیگر بہن بھائیوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ وہ اس سے کسی قسم کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۴۰ یکم تا ۷؍شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍مارچ ۲۰۲۱ء شمارہ:۱۱

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ کی رحلت	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ساری انسانیت کے لئے پیغامِ توحید	۵	مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی
دوسروں کی چیزوں کا استعمال	۷	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
.....علماء اور وکلاء کی مشترکہ ذمہ داری	۱۱	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
سیّدنا صدیق اکبرؓ اور واقعۂ ہجرت (۵)	۱۳	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
مولانا جلال پوری شہیدؒ کی ختم نبوت کیلئے خدمات (۲)	۱۵	مولانا محمد قاسم
سالانہ ختم نبوت کانفرنس، پچنند	۱۹	جناب ملک خالد مسعود صاحب
الاربعین فی خاتم النبیین ﷺ	۲۱	مولانا غلام رسول دین پوری
آداب پیر جی سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید فاروقیؒ	۲۶	" " " " "

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

پیر جی حضرت

سیّدعطاء المہیمن شاہ بخاریؒ کی رحلت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

۶رفروری ۲۰۲۱ء بعد از ظہر ملتان دار بنی ہاشم میں پیر جی سید حافظ قاری حضرت سید عطاء المہیمن بخاری رحلت فرمائے آخرت ہوئے۔

آپ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ یکم رجولائی ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۷۷سال عمر پائی۔ آپ نے جامعہ رشیدیہ ساہیوال، جامعہ مدنیہ لاہور اور جامعہ خیر المدارس ملتان میں نامور قراء حضرات سے حفظ وقرأت میں نام پیدا کیا اور واقعہ یہ ہے کہ آپ جب تلاوت کرتے تو حضرت امیر شریعتؒ کی جھلک نمایاں ہو جاتی۔ آپ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز سرگودھویؒ سے سلوک کے منازل طے کئے۔ درویش فاقہ مست باخدا تھے۔ زہد واخلاص کا پیکر، عبادت وریاضت کے خوگر، غرض ایک اچھے انسان عابد وزاہد کی تمام خوبیوں کا مرقع تھے۔ چیچہ وطنی کے قریب ایک گاؤں میں قرآن مجید پڑھاتے رہے۔ چناب نگر اور چنیوٹ میں بھی عرصہ تک قیام کر کے مجلس احرار اسلام کے مراکز کی تعمیر وتکمیل اور آبادی میں بھر پور کردار ادا کیا۔

صحت کے آخری زمانہ تک چناب نگر کے اپنے مرکز میں عیدین کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ اپنے مشن کے ساتھ اخلاص کا عالم اور قلبی تعلق کا یہ حال تھا کہ طبیعت وصحت سفر کی متحمل نہ تھی۔ بیماری سے نڈھال، چلنے پھرنے کی سکت نہ تھی۔ ڈاکٹروں نے سفر پر سختی سے پابندی لگا رکھی تھی۔ اس کے باوجود ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۴۴۲ھ کی کانفرنس اور قادیانیوں کو دعوت اسلام کے سالانہ جلوس میں شرکت کے لئے ایمبولینس پر سفر کیا اور اس حالت میں اس پروگرام میں شرکت فرمائی۔ اس وقت وہ خانوادۂ امیر شریعتؒ کی روایات کے امین تھے۔

مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ تھے۔ آپ کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی۔ ان کے جانے سے دنیا امیر شریعتؒ کی آخری نشانی سے خالی ہوگی۔ اگلے دن قلعہ کہنہ قاسم باغ کے اسٹیڈیم میں ملتان کا مثالی جنازہ ہوا۔ ملک بھر کی جماعتوں کے رہنما، علماء، مشائخ اور سیاست دان سب کی نمائندگی تھی۔ آپ کے جواں سال صاحبزادہ، نوجوان، باصلاحیت عالم دین مولانا سیّد عطاء المنان شاہ بخاری نے جنازہ کی امامت فرمائی اور پھر مرحوم پیر جی اپنے والد گرامی کے جوار میں جلال باقری قبرستان میں رحمت حق کے سپرد ہوئے۔ حق تعالیٰ مغفرت سے انہیں نہال فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ واقعی زمانہ قیامت کی چال چل گیا اور ہم سب ان کی جدائی کے ایک بڑے نقصان سے دوچار ہوئے۔ تاریخ کا ایک سنہری باب بند ہو گیا۔ لیکن اس چل چلاؤ کا نام دنیا ہے۔ جانے والے کبھی واپس نہ آئیں گے۔ البتہ ہم سب نے ان کے پاس جانا ہے۔ اب تو سوائے صبر اور باری کی انتظار کے چارہ میں اور کیا ہے۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علٰی خیرِ خلقہٖ سیّدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

ساری انسانیت کے لئے پیغامِ توحید

حضرت مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ڈھائی تین ہزار سال قبل آپ کے ہی خاندان کے بہت بڑے اور اہم مورث اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبردست قربانی دے کر توحید کی عالمی تحریک کی بنیاد ڈالی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فطرت سلیمہ نے بچپن ہی سے توحید کو سمجھ لیا تھا، اور شرک و ترک کرکے توحید کی دعوت شروع کردی تھی، ان کا واقعہ خود قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے:

"وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝"

(الانبیاء:۵۱تا۵۴)

ترجمہ: "اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم ان (کے حال) سے واقف تھے، جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں، جن کی پرستش پر تم معتکف (وقائم) ہو، وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے، (ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے۔"

پھر ایسی برکت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے بکثرت نبی ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں ہوتے رہے اور اس پیغام کو آگے بڑھاتے رہے، ان کی اسی خصوصیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی شاخ کو بڑا مرتبہ عطا فرمایا، لیکن پھر حضرت اسحاق علیہ السلام کی یہ شاخ جو بنی اسرائیل کے نام سے موسوم رہی، بتدریج راہِ مستقیم سے ہٹتی چلی گئی۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمی نبی بنا کر مبعوث کیا اور ان کو تاکید کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا راستہ تمہارا راستہ ہے، جن کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے اور وہ سب اپنے اپنے زمانہ میں توحید کی دعوت اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی دعوت دیتے رہے تھے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو تاکید و تلقین کی تھی، قرآن مجید میں ہے:

"وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝"

(البقرہ:۱۳۲)

ترجمہ: "اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ) بیٹو! خدا نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوری طاقت اور زور اسی دعوت پر اور اس کے مطابق عمل کرنے میں صرف کردیا تھا اور بڑی تکلیفیں اور قربانیاں برداشت کرنے کے ساتھ مکہ معظمہ کے مقام پر بیت اللہ شریف کے پہلے سے طے کردہ جگہ پر خانہ خدا کی تعمیر نو کی، تاکہ وہاں سے توحید کا پرچم بلند ہو، وہاں انہوں نے اپنے شیر خوار پہلے بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں کے ساتھ بسایا، ان کا یہی بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام یہاں توحید کی اشاعت کا ذریعہ بنا، اور اس کی اولاد سب سے کٹ کر ایک اللہ کی عبادت پر قائم رہی ان کا عہد و پیمان تھا کہ لوگوں کو توحید کی دعوت دیں گے اور حق بات کی تلقین کریں گے، یہ سلسلہ قائم تھا کہ وہاں کا ایک شخص عراق اور شام کے سفر میں بتوں کی عبادت دیکھ کر متاثر ہوا اور بت یہاں لے آیا، اس کے اثر سے بت پرستی کا عمل دخل شروع ہوگیا۔

بالآخر پھر اسی خاندان کے ایک فرد فرید کو اللہ تعالیٰ نے دعوت ابراہیمی تازہ کرنے اور اسی فکر

وعقیدہ پر دنیا کو لانے کے لئے انتخاب کیا، انہی پر نبوت کو مکمل کیا اور ان کے ماننے والوں کو یہ کام سپرد کیا کہ وہ نسلاً بعد نسل اس مشن کو فروغ دیں کہ صرف خدائے واحد کی عبادت کا پابند بنائیں اور اپنے خیالی اور ہاتھ سے بنائے ہوئے خداؤں کو باطل سمجھیں اور اس بات پر یقین کو عام کریں کہ تمام دنیاؤں کا کام کاج صرف ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے، اسی نے سب کو پیدا کیا اور پیدا کر کے یونہی چھوڑ نہیں دیا بلکہ اپنی عبادت و اطاعت کی پابندی کا حکم دیا کہ ساری مخلوق کو اسی کے حکموں پر چلنا ہے جو بھی اس کے حکموں سے منہ موڑے گا اسے دوسری آنے والی زندگی میں جوابدہ ہونا پڑے گا اور سزا پائے گا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مکہ والے توحید کے معاملہ میں اپنے راستہ سے بہت بھٹک گئے تھے، جس کی اصلاح کی شدید ضرورت تھی اس ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر پورا کیا، مکہ والوں نے اللہ تعالیٰ سے پہلے ہی یہ دعا کر لی تھی کہ ان لوگوں کی اصلاح و تزکیہ اور تعلیم کے لئے انہی میں سے نبی بھیجئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی تھی پھر ایک طویل مدت کا موقع دے کر انہی کی اولاد میں سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا اور یہ اعلان بھی کر دیا کہ اب ان کے بعد کوئی دوسرا نبی کسی بھی جگہ اور کبھی بھی نہیں آئے گا، یہی آخری نبی ہیں جو سب کے لئے ہیں اور سارے زمانوں کے لئے ہیں، اس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہوئی نبوت ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی نبوت کا ایک طرح کا تسلسل تھی اور دونوں ایک ہی راہ کے راہ رو تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو اپنے نبی پر نازل فرمائی، حالات اور ضرورت کے مطابق بتدریج آپ کو اپنے فرشتہ کے ذریعہ آیات پہنچائیں اور ایمان و عمل صالح کے لئے راہنمائی کے ساتھ ساتھ بڑے اچھے اور موثر انداز میں سابقہ قوموں اور نبیوں کے ایسے حالات بھی بیان کئے جن سے معلوم ہوا کہ شرک اور گناہوں پر عمل کرتے رہنے پر کس کس طرح اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔

لہٰذا اگر اسی طرح کے حالات مکہ والے عربوں اور ان کا ساتھ دینے والے عرب قبائل میں ہوں گے تو ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا غضب بصورت عذاب نازل ہو سکتا ہے، لہٰذا یہ لوگ ان واقعات سے سبق لیں اور سمجھیں کہ سابقہ قوموں کی نافرمانی اور بد دینی پر کیسی سخت سزائیں دی گئیں، لہٰذا نبی کی بات مانیں اور راہِ حق پر آجائیں اور نبی کی راہنمائی میں اپنے کو درست کریں جن کی سیرت اور اخلاق کی خوبی سے وہ پہلے ہی سے واقف ہیں۔

باطل عقیدوں کی اصلاح کی دعوت:

مکہ مکرمہ پورے عرب خطہ کا مرکزی مقدس مقام تھا، اس لئے یہاں کے لوگوں کو دین حق اختیار کرنے کی دعوت دینا زیادہ ضروری اور اہمیت کا کام تھا کہ یہاں جو ہوگا اس کا اثر پورے عرب پر پڑے گا، اس لئے آپ برابر اپنے کام میں لگے رہے اور جہاں تک قابل عمل تھا اپنی بات لوگوں کے سامنے رکھتے رہے کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ، بتوں کی عبادت کو چھوڑو، تم کو یہ بت اور مورتیاں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے نبی کو مانو، یہ اللہ کے آخری نبی ہیں، اب کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اور اس حقیقت کو بھی تسلیم کرو کہ اس موجودہ زندگی کے بعد کی بھی ایک زندگی ہے، وہ آخرت کی زندگی ہے، اس کے لئے تیاری کرو، دنیا کی زندگی تو آخرت کی زندگی کی کھیتی ہے، جو یہاں بوؤ گے وہ وہاں کھاؤ گے۔

کافروں اور مشرکوں کے عقیدہ میں فرشتوں اور جنات کے وجود کو ماننے کا عقیدہ بھی تھا لیکن وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے گویا کہ ان کو بھی خدا کی سی طاقت رکھنے والا سمجھتے، اور ایسا ہی مقدس جانتے اور جنوں کو بری روحیں سمجھ کر ان کو بااثر سمجھتے اور ان کو خوش کرنے کے لئے ان کی تعظیم اور ان سے مدد لینے کی ضرورت سمجھتے تھے اور بھی اس سلسلہ میں طرح طرح کی خرافات اور غلط تصورات وخیالات دل و دماغ میں بٹھا رکھے تھے۔

نبی آخر الزماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ان خیالات کی بھی تصحیح فرمائی کہ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں اور وہ بھی اللہ کے حکموں کے محتاج اور پابند ہیں، البتہ یہ نہ دیکھی جانے والی مخلوق ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے حکموں کو بجالانے کے لئے مقرر ہیں اور اسی کے مطابق کام کرتے ہیں اور جنات انسانوں کی طرح اللہ کی مخلوق ہیں، ان پر بھی انسانوں کی طرح اپنے خالق کو ماننے اور اپنے خالق کی عبادت کرنے کو لازم قرار دیا گیا ہے، انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا اور انسانوں کے ہی سب سے افضل فرد کو ساری مخلوق میں سب سے افضل قرار دیا۔ ☆☆

دوسروں کی چیزوں کا استعمال

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے ذریعہ کوئی لقمہ کھائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کی حق تلفی کر کے یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچا کر یا کسی مسلمان کو بدنام کر کے اپنا کوئی مفاد حاصل کرے۔ جیسے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی معیشت کا دار ومدار اس پر ہے کہ دوسروں کو تکلیف پہنچا کر اپنے کھانے کا سامان کرتے ہیں، مثلاً رشوت لے کر کھانا کھایا، اب اس نے درحقیقت ایک مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچا کر کھانا کھایا۔ اسی طرح اگر کسی کو دھوکہ دے کر اس سے پیسے حاصل کر لئے تو اس نے بھی ایک مسلمان کو تکلیف پہنچا کر کھانا کھایا۔

اسی طرح اگر کسی مسلمان کو بدنام کر کے پیسے حاصل کر لئے، جیسے آج کل نشر واشاعت اور پبلسٹی کا زمانہ ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے نشر واشاعت کے ذریعہ لوگوں کی بلیک میلنگ کو اپنا پیشہ اور ذریعہ آمدنی بنا رکھا ہے، اب ایسا شخص دوسرے کو بدنام کر کے پیسے حاصل کرتا ہے اور کھانا کھاتا ہے۔ یہ تمام صورتیں اس حدیث کے مفہوم کے اندر داخل ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان کو تکلیف پہنچا کر کھانا کھائے تو جتنا کھانا اس نے اس طریقے سے حاصل کر کے کھایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کھانے کے وزن کے برابر جہنم کے انگارے کھلائیں گے۔

دوسروں کو تکلیف دے کر لباس یا شہرت حاصل کرنا:

اسی طرح جو شخص کسی مسلمان کو تکلیف پہنچا کر اس کی حق تلفی کر کے پیسے کمائے گا اور پھر ان پیسوں سے لباس بنائے گا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کا اتنا ہی لباس پہنائیں گے، یعنی آگ کے انگاروں کا لباس پہنائیں گے۔

اسی طرح جو شخص دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچا کر شہرت کے مقام تک پہنچے، جیسے بعض لوگ دوسروں کی برائی کر کے اپنی اچھائی ثابت کرتے ہیں، چناں چہ الیکشن کے دوران لوگ یہ کام کرتے ہیں کہ انتخابی جلسوں میں دوسروں کی خرابی بیان کر کے اپنی اچھائی بیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بدنامی کے مقام پر کھڑا کریں گے۔ یہاں دنیا میں تو اس نے شہرت حاصل کر لی، لیکن اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ وہاں اس کو بری شہرت عطا فرمائیں گے اور بر سر عام اس کو رسوا کریں گے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے مسلمان کو تکلیف پہنچا کر شہرت کا مقام حاصل کیا ہے۔

اس حدیث سے آپ اندازہ لگائیں کہ کسی کو تکلیف پہنچانا اور اس کے حق کو پامال کرنا کتنا خطرناک کام ہے اور یہ کتنی بری بلا ہے؟ اس لئے میں بار بار یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنے برتاؤ اور اپنے طرز عمل میں اس بات کو مدنظر رکھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے کا حق پامال ہو جائے اور پھر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کا حساب ہم سے لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

دوسرے کی چیز لینا:

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی ساتھی یا دوست کا سامان مذاق میں لے اور نہ سنجیدگی میں لے۔ ایک چیز دوسرے کی ملکیت ہے تو آپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی اجازت، بلکہ اس کی خوش دلی کے بغیر وہ چیز استعمال کریں یا اس کو قبضہ میں لیں، نہ تو سنجیدگی میں ایسا کرنا جائز ہے اور نہ ہی مذاق میں ایسا کرنا جائز ہے۔ چاہے وہ دوسرا شخص تمہارا قریبی دوست اور رشتہ دار کیوں نہ ہو، لیکن اس کی چیز کو اس کی اجازت اور اس کی خوش دلی کے بغیر استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں۔

خوشدلی کے بغیر دوسرے کی چیز حلال نہیں:

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منہ۔“

ترجمہ: ’’کسی بھی مسلمان کا کوئی مال اس کی خوش دلی کے بغیر دوسرے کے لئے حلال نہیں۔‘‘

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا، بلکہ خوش دلی کا لفظ استعمال فرمایا۔ مثلاً آپ نے کسی شخص سے ایسی چیز مانگ لی کہ اس کا دل تو نہیں چاہ رہا لیکن مروت کے دباؤ میں آ کر اس نے وہ چیز دے دی اور اندر سے اس کا دل خوش نہیں ہے، اس صورت میں اگر آپ اس کی چیز استعمال کریں گے تو آپ کے لئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ آپ نے اس کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر لے لیا۔

مولویت بیچنے کی چیز نہیں:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنے کسی استاد یا شیخ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ کسی دکان پر کوئی، چیز خریدنے گئے اور انہوں نے اس چیز کی قیمت پوچھی، دکان دار نے قیمت بتا دی، جس وقت قیمت ادا کرنے لگے تو اس وقت ایک اور صاحب وہاں پہنچ گئے، جو ان کے جاننے والے تھے، وہ دکان دار ان کو نہیں جانتا تھا کہ یہ فلاں مولانا صاحب ہیں، چناں چہ ان صاحب نے دکان دار سے کہا کہ یہ فلاں مولانا صاحب ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ رعایت کریں، حضرت مولانا نے فرمایا کہ:

’’میں اپنے مولوی ہونے کی قیمت نہیں لینا چاہتا، اس چیز کی جو اصل قیمت ہے وہی مجھ سے لے لو، اس لئے کہ پہلے جو قیمت تم نے بتائی تھی اس قیمت پر خوش دلی سے یہ چیز دینے کے لئے تیار تھے، اب اگر دوسرے آدمی کے کہنے سے تم نے رعایت کر دی اور دل اندر سے مطمئن نہیں ہے تو اس صورت میں وہ خوش دلی سے دینا نہیں ہوگا اور پھر میرے لئے اس چیز میں برکت نہیں ہوگی اور اس کا لینا بھی میرے لئے حلال نہیں ہوگا، لہٰذا جتنی قیمت تم نے لگائی ہے اتنی قیمت لے لو۔‘‘

اس واقعہ سے اس طرح اشارہ فرمادیا کہ ’’یہ مولویت بیچنے کی چیز نہیں‘‘ کہ بازار میں اس کو بیچا جائے کہ لوگ اس کی وجہ سے اشیا کی قیمت کم کردیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وصیت:

بلکہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے، جن کے ہم سب مقلد ہیں، اپنے شاگرد حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو یہ وصیت فرمائی کہ: جب تم کوئی چیز خریدو یا کرایہ پر لو تو جتنا کرایہ اور جتنی قیمت عام لوگ دیتے ہیں تم اس سے کچھ زیادہ دے دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے کم دینے کی وجہ سے علم اور دین کی بے عزتی اور بے توقیری ہو۔

جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے احتیاط کا یہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے، وہ اس حد تک رعایت فرماتے ہیں کہ دوسرے کی چیز کہیں اس کی خوش دلی کے بغیر ہمارے پاس نہ آ جائے۔ مثلاً آپ نے کسی سے کوئی چیز مانگ لی تو مانگنے سے پہلے ذرا سوچو کہ اگر تم سے کوئی دوسرا شخص یہ چیز مانگتا ہے تو کیا تم خوش دلی سے اس کو دینے پر راضی ہو جاتے ہو؟ اگر تم خوش دلی سے راضی نہ ہوتے تو پھر وہ چیز دوسرے سے بھی مت مانگو۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ مروت کے دباؤ میں آ کر وہ شخص تمہیں وہ چیز دے دے، لیکن اس کا دل اندر سے راضی نہ ہو اور اس کے نتیجے میں تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق بن جاؤ کہ کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں۔

حضور ﷺ کی احتیاط کا ایک واقعہ:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالی مقام تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حد تک احتیاط فرمائی کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو محل جنت میں بنایا ہے وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور وہ محل اتنا شاندار تھا کہ میرا دل چاہا کہ میں اس محل کے اندر چلا جاؤں، لیکن جب میں نے اندر جانے کا ارادہ کیا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑی غیرت بخشی ہے، اگر کوئی دوسرا شخص تمہارے گھر کے اندر اجازت کے بغیر داخل ہو تو تمہیں غیرت آتی ہے، اس لئے میں نے یہ سوچا کہ تمہارے بغیر اس میں داخل نہیں ہونا چاہیے، لہٰذا میں داخل نہ ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا: ’’او علیک اغار یا رسول اللّٰہ؟‘‘ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا؟

امت کے لئے سبق:

اب آپ اندازہ لگائیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ فاروق اعظم جیسا انسان، جو اپنی جان، اپنا مال، اپنی عزت و آبرو، اپنا سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، ان کے پاس اگر کوئی بڑی سے بڑی نعمت ہو اور وہ نعمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں آ جائے تو وہ اس کو اپنے لئے باعث فخر سمجھیں

گے، لیکن اس کے باوجود آپ ان کے محل میں داخل نہیں ہوئے، جب کہ وہ جگہ بھی جنت کی جگہ ہے، جو تکلیف کی جگہ نہیں ہوتی۔ لیکن علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے درحقیقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم امت کو یہ سبق دینا چاہتے تھے کہ دیکھو! میں کبھی بھی اپنے ایسے فدا کار اور جاں نثار صحابی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوا، تو تم لوگوں کے لئے عام حالات میں دوسروں کی چیز اس کی خوش دلی اور اجازت کے بغیر استعمال کرنا کیسے جائز ہوگا؟

میزبان کے گھر کی چیز استعمال کرنا:

اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ شریعت میں کسی دوسرے شخص کی چیز کو استعمال کرنے کے بارے میں کتنی حساسیت پائی جاتی ہے، مثلاً ہم دوسرے شخص کے گھر مہمان بن کر گئے، اب اگر اس کے گھر کی کوئی چیز آپ کو استعمال کرنی ہے تو استعمال سے پہلے ذرا یہ سوچو کہ میرے لئے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ یہ سوچو کہ میرے استعمال کرنے سے میزبان خوش ہوگا یا اس کے دل میں تنگی پیدا ہوگی؟ اگر اس کے دل میں تنگی پیدا ہونے کا ذرا بھی اندیشہ ہو تو اس صورت میں اس چیز کو آپ کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔

ہمارے معاشرے میں اس بارے میں بہت بے احتیاطی پائی جاتی ہے، چناں چہ ہوتا یہ ہے کہ دوست کے گھر میں چلے گئے اور سوچا کہ یہ تو ہمارا بے تکلف دوست ہے، اب دوستی اور بے تکلفی کی مد میں اس کو لوٹنا شروع کر دیا اور اس کی چیزوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا، یہ جائز نہیں۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرمادیا کہ مذاق میں بھی دوسرے کی چیز اٹھا کر استعمال کرنا جائز نہیں تو پھر سنجیدگی میں کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ لہٰذا ہمیں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم بے تکلفی کی آڑ میں کہاں کہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

بیٹے کے کمرے میں داخل ہونے کے لئے اجازت:

میرے والد ماجد مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ساری عمر یہ معمول ہم نے دیکھا کہ جب کبھی آپ کسی کام سے اپنی اولاد کے کمرے میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو داخل ہونے سے پہلے اجازت لیتے، حالاں کہ وہ کمرہ ہماری ملکیت نہیں ہوتا تھا، انہیں کی ملکیت ہوتا تھا، اس کے باوجود پہلے اجازت لیتے کہ اندر آجائیں اور اگر کبھی حضرت والد صاحب کو وہ چیز استعمال کرنے کی ضرورت پیش آتی جو ہمارے استعمال میں ہے تو ہمیشہ پہلے پوچھ لیتے کہ یہ تمہاری چیز میں استعمال کرلوں؟ حالاں کہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انت و مالک لابیک'' یعنی تم خود اور تمہارا مال سب تمہارے باپ کا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس درجہ احتیاط تھی کہ بیٹے سے پوچھ کر اس کی چیز استعمال فرمارہے ہیں تو جب اپنی اولاد کی چیز

ٹنڈو غلام علی ضلع بدین میں بین المدارس تقریری مسابقہ

بدین (مولانا محمد حنیف سیال) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۱ فروری ۲۰۲۱ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب دارالعلوم تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی ضلع بدین میں دینی مدارس کے طلبا کو اسلوب تقریر اور انداز گفتگو کی تربیت دینے کے ساتھ ساتھ عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہ کرنے کے لئے چار اضلاع پر محیط تقریری مسابقہ کا فیصلہ کیا گیا۔ جس میں بدین، ٹھٹھی، ٹنڈو محمد خان اور سجاول شامل ہیں۔ تقریری مسابقہ میں کل دس طلبا نے حصہ لیا، ہر مدرسے سے دو طلبا نے حصہ لیا۔ مسابقہ کا موضوع ''تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' تھا مصنفین کے فرائض مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ مبلغ ختم نبوت ملیر کراچی، مولانا محمد عادل غنی مبلغ ختم نبوت کورنگی کراچی، اور مولانا توصیف احمد مبلغ ختم نبوت حیدرآباد نے سرانجام دیے۔ نقابت مولانا محمد حنیف سیال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین نے کی۔ اس موقع پر مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے خطاب بھی فرمایا۔ حضرت مولانا تنویر احمد مسؤل ختم نبوت ملیر ٹاؤن کراچی، مولانا محمد ابرار شریف مبلغ ختم نبوت، مولانا حبیب اللہ حسن چشتی خلیفہ مجاز مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، مولانا قادر ڈومیمن، مولانا عبدالقادر میمن، مولانا مفتی ارسلان و دیگر علماء کرام بھی شریک ہوئے۔ بین المدارس تقریری مسابقہ میں اول پوزیشن عبدالشکور بن قادر بخش مدرسہ دارالعلوم تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی ضلع بدین، دوم پوزیشن علی حسین بن علی حسن نے اور سوم پوزیشن امان اللہ بن محمد جمن نے حاصل کی دونوں طلبا کا تعلق مدرسہ دارالعلوم بدین سے ہے۔ تمام مقررین کو انعامات سے نوازا گیا۔ خصوصاً پوزیشن ہولڈرز کو نقد انعامات سے بھی دیئے گئے۔ حضرت پیر حبیب اللہ حسن چشتی مدظلہ کے دعائیہ کلمات سے پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ رب العزت تمام حضرات کی مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔

استعمال کرنے میں یہ احتیاط ہونی چاہیے تو جن کے ساتھ یہ رشتہ نہیں ہے ان کی چیزوں کو ان کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا کتنی سنگین بات ہے؟

اطلاع کئے بغیر دوسرے کے گھر جانا:

یہ تمام چیزیں ہم نے اپنے دین سے خارج کر دی ہیں، بس آج کل تو عبادات کا اور نماز کا نام دین سمجھ لیا ہے اور اس سے آگے جو معاملات ہیں ان کو ہم نے دین سے خارج کر دیا ہے۔ مثلاً کسی دوسرے کے گھر میں اطلاع کے بغیر کھانے کے وقت پہنچ جانا دین کے خلاف ہے، جیسے آج کل ہوتا ہے کہ پیر صاحب اپنے مریدوں کا لشکر لے کر کسی مرید پر حملہ آور ہوں گے اور پیر صاحب کے ذہن میں ہے کہ یہ تو ہمارا مرید ہے لہٰذا اس کو تو ہر حال میں ہماری خاطر تواضع کرنی ہی ہے۔ یہ میں آپ کو آنکھوں دیکھا واقعہ بتا رہا ہوں، اب وہ مرید بیچارہ پریشان کہ عین وقت پر میں کیا انتظام کروں، اتنی بڑی فوج آ گئی ہے، اس کے لئے کہاں سے تواضع کا انتظام کروں؟ اب دیکھیے نمازیں بھی ہو رہی ہیں، تہجد، اشراق، چاشت، ذکر و اذکار سب عبادات ہو رہی ہیں اور پیر صاحب بنے ہوئے ہیں، لیکن بغیر اطلاع کے مرید کے گھر پہنچ گئے۔ یاد رکھیے! یہ اس حدیث کے اندر داخل ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لایحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منه‘‘ لیکن پیر صاحب کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ اس سے مرید کو تکلیف ہو رہی ہے، آج ہمارے معاشرے میں یہ باتیں پھیل گئی ہیں اور اس کو دین کا حصہ نہیں سمجھتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح فہم عطا فرمائے اور ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنے کا ذوق عطا فرمائے کہ جس چیز کا جو مقام ہے اس کے مطابق اس پر عمل ہو۔

عاریت کی چیز جلدی واپس نہ کرنا:

پھر حدیث میں ایک جملہ یہ ارشاد فرمایا: ’’فاذا اخذ احدکم عصی صاحبه فلیردھا الیه‘‘ یعنی اگر کوئی تم نے کسی وقت دوسرے کی لاٹھی بھی لے لی ہے تو اس کو واپس کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے کوئی چیز عاریتاً استعمال کے لئے لی ہے اور اس نے خوش دلی سے تمہیں دے دی ہے، خوش دلی سے اس نے وہ چیز دے کر کوئی جرم نہیں کیا، لہٰذا جب تمہاری ضرورت پوری ہو جائے جس ضرورت کے لئے تم نے وہ چیز لی تھی تو پھر اس چیز کو جلد از جلد واپس لوٹاؤ۔ اس بارے میں بھی ہمارے یہاں کوتاہیاں اور غفلتیں ہوتی ہیں، ایک چیز کسی ضرورت کی وجہ سے کسی سے لے لی تھی، اب وہ گھر میں پڑی ہے، واپس کرنے کی فکر نہیں، ارے بھائی! جب تمہاری ضرورت پوری ہو گئی تو اب واپس کرو، اب جس شخص کی وہ چیز ہے ہو سکتا ہے کہ اس کو استعمال کرنے کی ضرورت ہو، لیکن وہ مانگتے ہوئے شرماتا ہے کہ اس کے پاس جا کر وہ چیز کیا مانگوں، اب اگر تم اس چیز کو استعمال کرو گے تو تم اس کی خوش دلی کے بغیر استعمال کرو گے، لہٰذا یہ استعمال کرنا تمہارے لئے حرام ہے۔

کتاب لے کر واپس نہ کرنا:

اسی طرح ہمارے معاشرے میں یہ مسئلہ باقاعدہ گھڑ لیا گیا ہے کہ کتاب کی چوری یہ کوئی چوری نہیں ہوتی، یعنی اگر کسی دوسرے سے کتاب پڑھنے کے لئے لے لی تو اب اس کتاب کو واپس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا مطالعے کے بعد کتاب گھر میں پڑی ہے، اس کی واپسی کی کوئی فکر نہیں ہوتی، جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم نے دوسرے کی چیز لی ہو تو اس کو واپس کرنے کی فکر کرو اور جلد از جلد اس کو اصل مالک تک واپس پہنچاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

مسلمانوں نے ختم نبوت کے باغیوں سے کبھی کمپرومائز نہیں کیا

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، جے یو آئی کے مولانا حافظ محمد اشرف گجر، قاری عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار نے مختلف مساجد میں ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے والے کل قیامت والے دن شفاعت محمدی کے حقدار بنیں گے، مسلمانوں نے ہمیشہ باہمی اتحاد و اتفاق سے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع کیا ہے مسلمانوں نے ختم نبوت کے باغیوں سے کبھی کمپرومائز نہیں کیا، اسلام کی بنیاد جس عقیدے پر قائم ہے وہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے انگریز کا خود کاشتہ پودا فتنہ قادیانیت ملک کے مختلف علاقوں میں سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی کافر و مرتد بنانے کے لئے اپنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے ہوئے ہیں جن کا تدارک کرنا حکومت کی آئینی و دینی ذمہ داری ہے۔

تحفظ ناموسِ رسالت کے سلسلہ میں

علماء اور وکلاء کی مشترکہ ذمہ داری

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

اسلام آباد کے بہت سے سرکردہ وکلاء محترم حافظ ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ کی سربراہی میں تحفظ ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل ہیں جو لائق تحسین ہے۔ گزشتہ دنوں ان کی محنت و کاوش سے خصوصی عدالت برائے انسدادِ دہشت گردی کے جج راجہ جواد عباسی نے سوشل میڈیا پر توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے تین مجرموں کو سزائے موت، جبکہ ایک مجرم کو دس سال قید اور جرمانے کی سزا سنائی ہے۔ محترم وکلاء کا یہ گروپ ”انٹرنیشنل لائیرز فورم اسلام آباد“ کے عنوان سے سرگرم عمل ہے اور اس سلسلہ میں گیارہ فروری جمعرات کو اسلام آباد کے ہوٹل میلوڈی میں تحفظ ناموس رسالت کے حوالہ سے ایک اجتماعی مشاورت کا اہتمام کیا گیا جس سے مجھے بھی ٹیلی فون کے ذریعے کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا۔ حافظ کامران حیدر کی مرتب کردہ یہ گفتگو قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ انٹرنیشنل لائیرز فورم اسلام آباد کا شکر گزار ہوں کہ تحفظِ ناموس رسالت علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے حوالے سے اس مشاورت میں مجھے بھی شرکت اور گفتگو کا موقع عنایت فرمایا، اللہ تعالیٰ اس اجلاس کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائیں۔ تحفظِ ناموسِ رسالت ہمارا ایمانی تقاضا ہے اور ملتِ اسلامیہ کی اجتماعی حمیت اور غیرت کے اظہار کا مسئلہ بھی ہے۔ اور یہ ہمارا حق ہے شرعی اعتبار سے بھی اور دنیاوی اعتبار سے بھی کہ شہری حقوق اور انسانی حقوق میں سب سے زیادہ انسان کی عزت اور تکریم کو اس کا سب سے بڑا حق سمجھا جاتا ہے اور ہے بھی۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ آج کا مغربی فلسفہ ایک عام انسان کی عزت اور تکریم کو تو ضروری سمجھتا ہے اور اسے حقوق میں شامل کر کے اسے قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے لیکن حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات، جو نسلِ انسانی کی سب سے زیادہ بزرگ ترین شخصیات ہیں، ان کی عزت و ناموس کو قانون کے دائرے میں لانے اور ان کی توہین کو جرائم کے دائرے میں شمار کرنے کے لئے آج کی عالمی ثقافت تیار نہیں ہے، جو انتہائی تعجب اور بڑے افسوس کی بات ہے۔

یہ آج کی ایک بڑی ضرورت ہے کہ عالمی سطح پر بین الاقوامی اداروں میں توہینِ رسالت کو، انبیائے کرام علیہم السلام کی اہانت اور توہین کو جرم قرار دلوایا جائے اور قابلِ سزا جرم تسلیم کروایا جائے۔ جب دنیا کے ہر ملک میں ایک عام انسان کی ہتکِ عزت کو جرم سمجھا جاتا ہے، ایک عام شہری کی ازالہ حیثیتِ عرفی کو جرم قرار دیا جاتا ہے اور قانون اس کو تحفظ فراہم کرتا ہے تو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات جو تکریم اور عزت کے حوالے سے نسلِ انسانی کی ممتاز ترین شخصیات ہیں، ان کا یہ استحقاق سب سے مقدم ہے۔ اس لئے اصل اور سب سے بڑی ضرورت یہی ہے۔ قانون دان حلقوں سے میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ بین الاقوامی اداروں میں توہینِ رسالت کو جرم قرار دلوانے کے لئے کیا کچھ کیا جاسکتا ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟

دوسرے نمبر پر ہمارے ملک میں ایسی لابیاں موجود ہیں جو اس مسئلہ کو خواہ مخواہ ہوا دیتی ہیں۔ بلاوجہ نہیں، کوئی وجہ تو ہوتی ہے کہ باقاعدہ منصوبے کے تحت ملک میں افراتفری اور ذہنی خلفشار پیدا کرنے کے لئے وہ ایسا کرتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں جو مسلمانوں کے ایمان کو اور حمیت کو چیلنج بھی ہوتا ہے اور امتحان بھی ہوتا ہے۔ میں عام طور پر یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ بعض حلقے اور لابیاں وقفہ وقفہ سے مسلمانوں کی حمیتِ ایمانی کا ٹمپریچر چیک کرنے کے لئے اس قسم کی سازشیں کرتی ہیں، لیکن یہ بیکار ہے۔ اس لئے کہ ایمان کے حوالے سے، محبت رسول کے حوالے سے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت اور

احترام کے حوالے سے مسلمان کا ٹمپریچر ایک جگہ سیٹ ہے، وہ لو (L o w) نہیں ہوتا، کم نہیں ہوتا۔ اس لئے خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

البتہ اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ملک میں جو قوانین نافذ ہیں ان پر عملدرآمد کے لئے، عمل کرنے کے لئے، عمل کرانے کے لئے اور ان کے خلاف جو منفی پروپیگنڈا مسلسل بین الاقوامی سطح پر اور ملکی سطح پر کیا جاتا ہے اس کا جواب دینے کے لئے ہم منظم محنت کریں، اور اس حق کو سب سے تسلیم کروائیں کہ اگر ہماری توہین جرم ہے، ہمارے کسی بزرگ کی توہین جرم ہے تو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی توہین اور اہانت سب سے بڑا جرم ہے۔

میں اس سلسلہ میں دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ ایک یہی جو میں نے عرض کی ہے کہ اگر ایک عام شہری کی توہین جرم ہے تو انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین بھی جرم ہے اس کو تسلیم کیا جائے۔ جبکہ دوسری بات یہ ہے کہ توہین اور توہین کے درجے میں فرق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر عرض کروں گا۔ پاکستان میں ایک عام شہری کی توہین بھی قانوناً جرم ہے اور پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کی توہین بھی جرم ہے۔ لیکن کیا یہ ایک ہی سطح کا جرم ہے؟ عام شہری کی توہین کے جرم کا درجہ اور ہے اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم ومغفور کی توہین کے جرم کا لیول اور ہے۔ یہ فرقِ مراتب تسلیم شدہ ہے، دنیا کے ہر قانون میں تسلیم شدہ ہے، اس کا لحاظ بہرحال رکھنا ہوگا۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض ہے کہ وکلاء کرام جو محنت کر رہے ہیں، اسلام آباد کے وکلاء کرام اور قانون دان حلقوں نے گزشتہ دنوں جو محنت کی ہے گستاخانِ رسول کو سزا دلوانے میں، اس پر وہ خراجِ تحسین کے مستحق ہیں، میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور تمام ملک کے علماء اور وکلاء سے ایک بات جو پہلے بھی عرض کرتا آ رہا ہوں کہ یہ قانون کا مسئلہ ہے۔ ہمارے ہاں قانون کا ایک دائرہ شریعت کا ہے اور ایک دائرہ مروجہ قانون کا ہے، دونوں دائرے ہمارے لئے ضروری ہیں، لیکن دونوں کو سنبھالنے والے اور ان کو سمجھنے اور ان کی تطبیق کرانے والے طبقات کے درمیان مفاہمت، افہام وتفہیم اور اشتراکِ عمل بھی انتہائی ضروری ہے۔ میری سوچی سمجھی رائے ایک عرصہ سے چلی آ رہی ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کی عملداری، ختم نبوت کے تحفظ، ناموسِ رسالت کے تحفظ اور مغربی تہذیب کی روک تھام کے لئے جب تک علماء اور وکلاء دونوں مل جل کر محنت نہیں کریں گے تب تک بات نتیجہ خیز نہیں ہوگی۔ ہمیں مشترکہ فورم بنانے چاہئیں، مشترکہ محنت کا اہتمام کرنا چاہئے۔ میں انٹرنیشنل لائیرز فورم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اس قسم کی کوئی کوشش ہوگی تو ہم ان شاء اللہ العزیز پورا تعاون کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں، آپ کی محنت کو بارآور کریں، ترقیات نصیب فرمائیں اور ثمرات سے بہرہ ور فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۱ فروری ۲۰۲۱ء)

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، لاہور

لاہور.... عقیدہ ختم نبوت قرآن کی ایک سو آیات اور دوسودس احادیث سے ثابت ہے، عقیدہ ختم نبوت اسلام کا مرکزی عقیدہ ہے سب سے پہلا اجماع صحابہ کرامؓ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا کام آئینی اور قانونی حق ہے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام آخرت میں جنت کے حصول کا آسان ذریعہ ہے پہلی امتوں کو اجماع امت عطا نہیں کیا گیا، امت محمدیہ کو اجماع امت کی دولت سے نوازا گیا اور امت نے بھی کمال کیا کہ سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا محبوب الحسن طاہر، معروف اسکالر محمد متین خالد، مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد غازی، خطیب جامع مسجد مولانا محمد فاضل عثمانی، قاری عبدالشکور، قاری عبدالخالق، قاری خالد محمود، مولانا پروفیسر مفتی محمد نوید لاہوری، حافظ ابوذر عثمانی ودیگر نے مرکزی جامع مسجد کالج ٹیچر سوسائٹی جوہر ٹاؤن لاہور میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس میں شرکاء کو لیکچر دیتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب وعقیدے کا نام نہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد کا نام ہے۔ زندگی کے آخری سانس تک منکرین ختم نبوت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور قیامت والے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قادیانی آئین پاکستان کے غدار ہیں۔ قادیانی عام طور پر سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے علماء سے بدظن کرتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ اس موقع پر مقامی علماء اور عوام بڑی تعداد میں موجود تھے۔ شرکاء کورس کو ختم نبوت کے متعلق معلوماتی لٹریچر، کتب اور تعریفی اسناد بھی دی گئیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور واقعہ ہجرت

قسط:۵

مفتی خالد محمود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دوست اور یارِ غار، خلیفۂ اوّل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو عشقِ رسول کی بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے تھے، جنہوں نے اسلام کے لئے سب کچھ قربان کر کے سب کچھ پا لیا تھا اور راہِ عشق میں وفا کی نئی بنیاد ڈالی تھی، جن کے دل میں سوز وگداز کی شمع فروزاں تھی، جو ہر ایک کی مصیبت پر تڑپ اٹھتے، سوزِ دروں جنہیں ہر وقت بے قرار رکھتا۔ جنہوں نے بغیر چوں وچرا کے اپنے آقا کی تصدیق کی اور پھر اپنی تمام توانائیاں، مال ودولت اور اپنی زندگی اپنے آقا پر نچھاور کر دی، جب ہجرت کا وقت آیا تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا جان کی بازی اور موت کا سودا تھا، اس سفر میں قدم قدم پر خطرات تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سفر میں جس جانثاری اور خدمت کا مظاہرہ کیا وہ صرف اور صرف آپ کے ہی مقدر میں تھا، اس سفرِ ہجرت کی داستان ذیل میں واقعاتی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح سلامتی کے ساتھ نکل جانے پر قریش کو بہت افسوس تھا، وہ بری طرح پیچ وتاب کھا رہے تھے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ اس قدر افسردہ تھے کہ ان سے بات نہیں ہو پا رہی تھی۔ لیکن خاموش بیٹھنے والے وہ بھی نہیں تھے، اتنی بڑی ناکامی کے بعد ایک بار پھر ان کا اجلاس ہوا کہ اب کیا کیا جائے۔ سب کی متفقہ رائے ہوئی کہ کچھ بھی ہو ان کی تلاش جاری رکھی جائے اور زندہ یا مردہ انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ اس رائے کے ساتھ ہی قریش نے اعلان عام کر دیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکر کو پکڑ کر لائے گا، اسے سو سرخ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ صحرانشینوں، شتربانوں اور عرب کے ریگزاروں میں بسنے والوں کے لئے، یہ سب سے بڑا انعام، سب سے بڑا لالچ تھا، کتنے ہی جوانوں نے قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا اور وہ مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔

قبیلہ بنی مدلج کے جعشم کے بہادر بیٹے سراقہ کے کان میں بھی اس اعلان کی صدا پہنچی، آغازِ شباب، ہاتھوں میں بھرپور طاقت، جسم میں بجلی کی سی توانائی، بہترین شہسوار اور پھر اتنا بڑا انعام، ان سب چیزوں نے مل کر اس کے جسم میں بجلی بھر دی۔ اس نے مستقبل میں جھانک کر اپنے آپ کو دولت مند دیکھا تو اس کا نشہ دو آتشہ ہو گیا، اس نے سوچا: یہ بھی کوئی مشکل مہم ہے، ان دو میں سے کسی ایک کو گرفتار کرنا ہے۔ یہ معمولی سا کام ابھی کئے دیتا ہوں۔ میں نے تو بڑے بڑے معرکے سر کئے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ یہ سوچ کر وہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا اِدھر اُدھر ڈھونڈتا رہا، کوئی راہ گیر مل جاتا تو ان سے پوچھتا، کسی نے بتایا کہ اس طرح دو اونٹنیوں پر سوار کچھ لوگوں کو اس طرف جاتے دیکھا ہے، یہ سن کر سراقہ اسی راہ ہولیا جس کا پتہ بتایا گیا۔

سراقہ گرد وغبار کے بادل اڑاتا ہوا صبا رفتار گھوڑے پر چلا جارہا تھا کہ دور سے کچھ ہیولے نظر آئے قریب ہونے پر معلوم ہوا یہ تو وہی قافلہ ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا تھا۔ مقصود کو اتنے قریب دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں اور اس نے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی۔ قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زمین پر گر پڑا، ترکش سے تیر نکال کر فوراً فال لی تو جواب نفی میں تھا۔ مگر لالچ نے آنکھوں کے ساتھ عقل پر بھی پٹی باندھ دی۔ اسے نہ کچھ دکھائی دیا اور نہ کچھ سجھائی دیا۔ صرف ایک ہی خیال ذہن میں تھا، سو سرخ اونٹ، پھر گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو آگے بڑھایا تو اس مرتبہ اس کے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی، جلدی سے ترکش سے تیر نکالے، فال لی، اس مرتبہ پھر جواب نفی میں ملا تو تھوڑی دیر کے لئے وہ سوچ میں پڑ گیا۔ عقل نے کہا کہ تعاقب چھوڑ کر واپس چلا جا مگر یہ سوچ تھوڑی دیر تک ہی رہی۔ دل میں سو اونٹوں کی تصویر ابھر آئی، منہ میں لالچ سے پانی بھر آیا، اس کے دل نے سمجھایا، سراقہ! ہمت نہ ہار، تو بہادر ہے، جوان ہے،

تیرے بازوؤں میں طاقت ہے، نیزہ چلانا جانتا ہے، تلوار بازی میں ماہر ہے، بہترین تیرانداز ہے، پھر یہ بے ہمتی کیسی اتنا بڑا انعام روز روز نہیں ملا کرتا۔ دل کے سمجھانے پر اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر پھر تعاقب شروع کر دیا۔ اونٹنیاں تیز رفتاری سے چلی جارہی تھیں، مگر سراقہ کے گھوڑے کی تیز رفتاری فاصلہ کو کم سے کم تر بنا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ان مسافروں کے سروں پر پہنچ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بہت مستعد اور چاروں طرف نگاہ رکھے ہوئے تھے یہ دیکھ کر تڑپ اٹھے اور بے چین ومضطرب ہوگئے، غار میں سیاہ ناگ نے زہریلا پھن نکالا تھا تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ محبوب آقا کو بچانے کے لئے جان پر کھیل گئے تھے، تعاقب کرنے والوں کی ٹولی غار کے دہانے پر پہنچی تو غار کی دیواریں اور دوسری ظاہری چیزیں حائل ہوگئی تھیں، مگر اب کیا ہوگا! دشمن سر پر آچکا ہے، یہاں تو کچھ بچاؤ بھی ممکن نہیں، اپنی جان کا نذرانہ پیش کرکے بھی بظاہر خطرہ کی زد سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نہیں نکل سکتی۔ حب رسول کے متوالے کو اس احساسِ بے چارگی نے تڑپا دیا کہ اللہ کی امانت کی حفاظت کرنے میں بے بس ہوا جاتا ہوں، بڑی حسرت میں پکار اٹھے: ''یا رسول اللہ! دشمن سر پر آ پہنچا۔''

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے یقین واطمینان سے فرمایا:

''ابوبکر! تمہارا کیا خیال ہے، ان دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ ہو؟''

قدم قدم پر نبی کی تصدیق کرنے والے نے دیکھا کہ ابھی یہ الفاظ زبان مبارک سے نکلے ہی تھے کہ سراقہ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ سخت زمین میں گھٹنوں تک دھنس گیا۔ سراقہ سمجھ گیا، میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ ہی کچھ اور معلوم ہوتا ہے، یہ سوچ کر طالب عفو ومغفرت ہوا اور امان کا طلب گار ہوا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرماتے ہوئے دعا کی، گھوڑا زمین سے نکل آیا۔

سراقہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن چہرہ کو دیکھا تو رعب نبوت سے لرز اٹھا اور گڑگڑاتے ہوئے کہا: میں سراقہ بن جعشم ہوں، آپ کے تعاقب میں نکلا تھا، قریش کے اعلانِ انعام کی وجہ سے بہت سے نوجوان آپ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

یہ کہہ کر اپنا زادِ سفر خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہ فرمایا۔ سراقہ نے اپنے لئے امان نامہ طلب کیا، عامر بن فہیرہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک چمڑے پر یہ امان نامہ لکھ دیا۔ سراقہ نے بڑی احتیاط سے یہ امان نامہ اپنے پاس رکھا اور گویا ہوا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے حکم دیجیے جو آپ چاہیں۔''

''اپنی جگہ جاؤ اور تعاقب کرنے والوں کو ہم سے دور رکھو کوئی اس طرف نہ آنے پائے۔''

''اے اللہ کے رسول! آپ فکر نہ کیجیے، میں ہر تعاقب کرنے والے کو واپس لوٹا دوں گا وہ آپ تک پہنچ ہی نہیں پائیں گے۔''

تھوڑی دیر پہلے جو سراقہ جان کا دشمن تھا، اب وہی پاسبان بن چکا تھا، سراقہ واپس جانے کے لئے مڑنے ہی والا تھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراقہ کے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے، اس دل فریب مسکراہٹ میں کوئی بات پوشیدہ تھی، سراقہ مجسم سوال بن کر حیرت سے چہرہ اقدس تکنے لگا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''سراقہ! اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہوں گے۔''

یہ سن کر سراقہ حیرت زدہ ہوگیا وہ کبھی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا، کبھی چہرۂ انور کو دیکھتا، کسریٰ کے کنگن پہننے کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا، سراقہ جیسے شخص کے لئے تو کسریٰ کے دربار میں حاضری کا خیال ہی بہت بڑی چیز تھی، آخر اس نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھ ہی لیا: ''کیا کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران کے کنگن؟

''ہاں سراقہ! کسریٰ شہنشاہِ ایران کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہوں گے۔''

یہ پیش گوئی اس وقت کی جارہی تھی جب کہ خود پیش گوئی کرنے والے کی حالت یہ تھی کہ پوری قوم، پورا قبیلہ ان کا دشمن تھا، انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں چھپتے چھپاتے اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر ایک غیر معروف راستہ پر چلے جارہے تھے، مگر اس پیش گوئی پر یقین کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا کہ یہ خبر وہ دے رہا تھا جو سب سے زیادہ سچا تھا۔ جس کے منہ سے حق بات کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا تھا، جو اپنے نورِ بصیرت سے مستقبل کو بھی اسی طرح دیکھتا تھا جس طرح حال کو اور یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کسریٰ کے کنگن، تاج وغیرہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لائے گئے، حضرت عمر نے سراقہ کو بلا کر کسریٰ کے کنگن ان کے ہاتھوں میں پہنا دیے۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات

دوسری قسط

مولانا محمد قاسم، کراچی

آپ نے بنگلہ دیش کا ایک سفر بھی وہاں کی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے اسلام کے احباب کی خواہش کے تحت اپنے شیخ ومرشد حضرت اقدس لدھیانوی شہیدؒ کے حکم پر اپنے رفیق و دوست مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے ہمراہ کیا۔

نیز سری لنکا میں جب قادیانیت نے پَر پرزے نکالنا شروع کیے تو وہاں کے مقامی علماء کرام بالخصوص مولانا مفتی محمد رضوی نے حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم سے رابطہ کیا، حضرت ڈاکٹر صاحب نے حضرت جلال پوری شہیدؒ کو اس طرف متوجہ کیا، چنانچہ آپؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین سے رابطہ کرکے ایک وفد تشکیل دیا، جس میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی خالد محمود اور حضرت جلال پوری شہیدؒ شامل تھے۔ اس وفد نے ۱۱ تا ۱۸؍ مارچ ۲۰۰۷ء (تقریباً ایک ہفتہ) سری لنکا کے مختلف شہروں اکورنا، کولمبو، پتلم وغیرہ میں کئی کئی گھنٹے کا سفر کرکے وہاں کی مسلمان کمیونٹی کے علماء، طلباء، وکلا، تاجر، ججز اور سیاست دانوں میں ختم نبوت پر تفصیلی بیانات کیے۔ انہیں ’’آئینہ قادیانیت-عربی، اردو‘‘، جنوبی افریقا کی عدالت میں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے اردو بیان ’’قادیانیت کیا ہے؟‘‘ کا انگریزی ترجمہ "What is Qadianiat"، ’’ملت اسلامیہ کا مؤقف-انگریزی، اردو اور عربی‘‘ اور ’’احتساب قادیانیت‘‘ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی اصل کتب کے حوالہ جات فراہم کیے۔

> **عام طور پر مولانا سعید احمدؒ ٹھہرے ہوئے انداز اور دھیمے لہجہ میں بیان کرتے تھے، مگر جب ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کی بات کرتے تو آپؒ کا جوش وجذبہ دیدنی ہوتا تھا اور بڑے جذباتی انداز میں بیان کرتے**

غرض! اس دورہ سے سری لنکا میں سر اٹھاتی قادیانیت کا سانپ اپنے بل میں واپس گھس جانے پر مجبور ہوگیا، (یہ سفر اگرچہ سری لنکا کے علماء کی فرمائش پر ہوا اور وہ اس کے تمام تر اخراجات بھی ادا کرنا چاہتے تھے، لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ کہتے ہوئے کہ: ’’یہ ہمارا فریضہ ہے اور ہماری سعادت ہے کہ ہم اس سلسلہ میں اپنے سری لنکن مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔‘‘ تمام تر اخراجات خود برداشت کیے)۔ اس سفرنامہ کی تفصیلی روداد ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، جلد ۲۸، شمارہ ’’۳۱‘‘ نیز حضرتؒ کی کتاب ’’دورِ حاضر کے فتنوں کا تعاقب‘‘، ص: ۳۷۳ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

غیر ملکی اسفار کے علاوہ حضرت جلال پوری شہیدؒ نے اندرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کے لئے بھی اسفار کیے۔ آپ ہر سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں بھی تشریف لے جاتے۔ کراچی، اندرون سندھ اور ملک کے دیگر حصوں میں جب کہیں آپ کو بلایا جاتا، آپ وقت ضرور عنایت فرماتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقیؒ کے بقول: ’’مجلس کے جس ساتھی نے وقت مانگا، اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر کے ہمیں عنایت فرمایا۔ فقیر کی بے تکی فرمائشوں پر متعدد بار میرپورخاص تشریف لائے اور اس کے ساتھ کھپرو، کنری، کوٹ غلام محمد، جھڈو، ٹالہی اور اس کے ساتھ تھرپارکر کی آخری سرحد ننگرپارکر تک کا دورہ کیا اور عقیدۂ ختم نبوت کا حق ادا کیا۔‘‘ (مزید تفصیل کے لئے ماہنامہ بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ص: ۳۰۶ ملاحظہ ہو)

اور ختم نبوت کے پروگراموں میں شرکت کرتے وقت حضرتؒ کا جذبہ کیا ہوتا تھا، اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (حیدر آباد) کے مبلغ مولانا توصیف احمد صاحب روشنی ڈالتے ہوئے بتاتے ہیں: ”حضرتؒ سے جب کوئی پروگرام کے لئے وقت لیتا تو حضرتؒ انکار نہ فرماتے، بلکہ ہر کچی پکی جگہ، قریب، دور ہر مقام پر تشریف لے جاتے۔“

”احسن آباد گلشن معمار میں پروگرام میں جانا ہوا... پروگرام سے واپسی پر دوران سفر حضرتؒ نے فرمایا: رات کا اندھیرا ہے، ویران جگہ ہے، کل قیامت کے دن یہ جگہ ہمارے لئے گواہی دے گی کہ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے اس ویران جگہ پر بھی آئے ہیں۔“

ختم نبوت پروگراموں میں حضرت جلال پوری شہیدؒ کے بیانات کا نقشہ آپ کے رفیق و دوست، اقرأ روضۃ الاطفال کے نائب مدیر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مفتی خالد محمود صاحب مدظلہ نے یوں کھینچا ہے:

”......اکثر و بیشتر امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور اپنے دیگر اکابر کے اقوال کا تذکرہ کرتے ہوئے ختم نبوت کا کام کرنے کی ترغیب دیتے۔ عام طور پر مولانا سعید احمد ٹھہرے ہوئے انداز اور دھیمے لہجہ میں بیان کرتے تھے، مگر جب ختم نبوت اور رد قادیانیت کی بات کرتے تو آپؒ کا جوش و جذبہ دیدنی ہوتا تھا اور بڑے جذباتی انداز میں بیان کرتے۔ بیان کے بعد کبھی ہم عرض کرتے کہ حضرت! آج تو بڑے جوش میں تھے۔ تو بڑے جذباتی انداز میں فرماتے کہ: ایک شخص اور ایک گروہ آقائے نامدار سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ آور ہو تو اب بھی جذبات میں نہ آئیں تو پھر کب اپنے جوش و جذبہ کا اظہار کریں گے؟......

”ہم بے غیرت اور نافرمان اولاد نہیں کہ کوئی ہمارے باپ کو گالی دیتا رہے اور ہم خاموش رہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ایک باپ سے بھی کم ہے؟“ (ماہنامہ بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ص:۵۳۶)

حتی کہ شہادت سے کچھ روز قبل بھی جب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم اپنے دورہ پر کراچی تشریف لائے تو حضرت جلال پوری شہیدؒ نے ان کا ایک ہفتہ کا پروگرام بنایا، مختلف علاقوں میں روزانہ کی بنیاد پر پروگرام رکھے، ان پروگراموں میں حضرت شہیدؒ نے بھی اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود نہ صرف شرکت کی بلکہ بیانات بھی فرمائے۔ تقریباً ہر بیان میں آپؒ یہ بات دہراتے کہ: ”ہماری تاریخ شہادتوں سے بھری ہوئی ہے، ہم شہادتوں سے نہیں ڈرتے، نہ خوف دلا کر ہمیں کوئی حق بات کہنے سے روک سکتا ہے۔ ہمیں شہادت منظور ہے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔“

آپ کی مسجد، جامع مسجد باب رحمت (مدرسہ امام ابو یوسف، شادمان ٹاؤن) میں آپؒ سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کراتے۔ اس کی تیاری کے لئے علاقہ بھر اور قرب و جوار کے علاقوں کے علماء کرام کو جمع کر کے ان کے اجلاس رکھتے، جس میں ان کی آراء کی روشنی میں کانفرنس کی تیاری شروع کرواتے، مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں، صحافیوں، وکلاء، ڈاکٹروں، علماء و عوام کو اس کانفرنس میں مدعو کرتے۔ کانفرنس سے پہلے والے جمعہ میں کانفرنس کا اعلان یوں کرتے کہ پورا بیان جمعہ ”ختم نبوت“ کے عنوان پر ہوتا۔ اس بیان میں آپ کا جوش و جذبہ دیدنی اور جذبات و شدت عروج پر ہوتے۔ ایک موقع کا گواہ تو راقم خود ہے، جب آپؒ بیان فرما رہے تھے اور آپؒ کے دونوں ہاتھوں کی آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں۔ اسی بیان میں آپ نے جنگ احد کے شہداء خصوصاً سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی غزوۂ اُحد میں شہادت اور نواسۂ رسول سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی زہر سے شہادت اور کربلا میں سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خانوادہ کی شہادتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:” کیا ان سب کو شہید نہیں کیا گیا؟ آج تم ہمیں بھی شہید کر دو، ساری دنیا کے مسلمانوں کو شہید کر دو، مگر یہ خیال دل سے نکال دو کہ اسلام دنیا سے مٹ جائے گا۔ ہمارے آباؤ اجداد نے یہ تکالیف برداشت کیں، یہ نئی بات نہیں ہے ہمارے لئے، ہم اس سے گھبرانے والے نہیں ہیں۔“

حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا اندازِ بیان دھیما تھا۔ آپؒ اپنے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی اتباع میں ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ درحقیقت یہی انداز بیان سنت نبوی ہے اور اسلاف میں سے بالخصوص حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی اور ان کے عاشق زار حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سنت نبوی کی اتباع میں بہ تکلف یہ انداز اپنایا تھا۔ حضرت جلال پوری شہیدؒ بھی اسی اسلوب کو اپنائے رہتے تھے، مگر

جب ردِقادیانیت اور تحفظ ختم نبوت اور دفاع ناموس رسالت کی بات آتی تو آپ بہت جوشیلے انداز میں بیان فرماتے۔ کیونکہ آپ اس فتنہ کو موجودہ دور کا سب سے خطرناک فتنہ قرار دیتے تھے، کیونکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان باور کرا کے اور مسلمانوں کے سے نام اپنا کر، کلمہ، نماز پڑھ کر سادہ لوح انسانیت کو دھوکا دیتے ہیں، اس لئے یہ آستین کے وہ سانپ ہیں، جن سے بچنا مشکل ہوتا ہے اور حضرت جلال پوری شہیدؒ میں یہ جذبہ کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء تین سال مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں پڑھتے تھے اور یہی وہ زمانہ تھا جب قادیانیت کے خلاف فیصلہ کن تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اپنے عروج پر تھی۔ آپؒ کے استاذ، استاذ العلماء حضرت اقدس مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

"شہید موصوف فقیر کے ہاں تین سال رہے، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران بھی ہمارے ہاں تھے، ایسے سعادت مند نوجوانوں کی ہمت وشجاعت سے ضلع رحیم یار خان میں مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر تحریک کے سلسلہ میں پہلے نمبر پر تھا۔" (ماہنامہ بینات، شہید ناموس رسالتؒ نمبر، ص:۲۷)

حضرت استاذ جی دامت برکاتہم کی اس شہادت (گواہی) سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت جلال پوری شہیدؒ، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں شریک تھے۔ گویا آپ کی نیوی ختم نبوت کے تحفظ کے کام سے اٹھائی گئی تھی، تبھی آپ اس جوش و جذبہ اور ہمت وشجاعت کے اوصاف سے متصف تھے۔

حضرت مولانا جلال پوری شہیدؒ نے تحفظ ختم نبوت کے کام کی ابتدا قادیانیت کے تحریری تعاقب سے کی تھی، چونکہ آپ اپنے شیخ ومرشد حضرت اقدس لدھیانوی شہیدؒ کے قلمی معاون بھی تھے، اس لئے آپ کی تحریری صلاحیتوں کو حضرت لدھیانویؒ ایسے جہابذہ قلم کار کی صحبت و تربیت نے جلا بخشی اور آپ نے تحریری میدان میں قادیانیت کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ آپ نے اندرون ملک قادیانیوں کی سازشوں کو اپنے قلم سے بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ بیرون ملک ہونے والی عالمی سازشوں بالخصوص توہین رسالت کے معاملہ پر بھی بارہا قلم اٹھایا۔ اس ضمن میں آپ نے ماہنامہ بینات اور ہفت روزہ ختم نبوت میں اپنے اداریوں اور دیگر مقالات و مضامین کا موضوع خصوصیت کے ساتھ ردِقادیانیت، تحفظ ختم نبوت اور دفاع ناموس رسالت کو بنایا۔ ان میں آپ کی بعض تحریریں علمی اور تحقیقی نوعیت کی ہیں، جیسے: "قادیانیت کا مکروہ چہرہ (کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات اور ان کا جواب)"، یہ عام کتابی سائز کے ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے پہلے تو وہ سوال نامہ شامل کیا ہے جو کینیڈا کے قادیانیوں نے وہاں کے مسلمانوں کو دیا اور اس کا جواب مانگا۔ اس سوال نامہ میں درج سوالات پڑھ کر قادیانیوں کی دریدہ دہنی آشکارا ہوجاتی ہے کہ یہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی میں تمام حدیں پار کر چکے ہیں۔ حضرتؒ لکھتے ہیں:

"بلاشبہ اس کا تو مجھے پہلے بھی علم بلکہ یقین تھا کہ قادیانیت، اسلام کی ضد و نقیض ہے، اور جس طرح آگ و پانی اور دن و رات کا اجتماع محال ہے، ٹھیک اسی طرح قادیانیت اور اسلام کا اکٹھا ہونا بھی محال ہے۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ قادیانی سیدھے سادے مسلمانوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے دھوکا دیتے ہیں، ورنہ انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بغض، عداوت اور نفرت ہے شاید دنیا کے کسی بدترین کافر و مشرک کو بھی ان سے اتنا بغض و عداوت نہ ہوگی۔ بلاشبہ اس خط کو پڑھنے کے بعد قادیانی امت کی اسلام دشمنی اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی دلی نفرت و عداوت علم الیقین سے نکل کر عین الیقین کے درجہ میں آگئی۔"

اس کے بعد آپ نے تمام سوالات کے الگ الگ تفصیلی جواب قلم بند فرمائے ہیں۔ یہ مقالہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ "دورِ حاضر کے فتنوں کا تعاقب" میں شامل ہے۔ اسی طرح آپ نے "ظہور مہدیؒ و نزول مسیحؑ: ایک خط کا جواب" میں پانچ قادیانی سوالات کے تسلی بخش جوابات تحریر کئے ہیں۔ "حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں رفیق ڈوگر کی علمی فکری ٹھوکر" کے زیر عنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و رفع کے انکار پر مشتمل کالم، جو ایک قومی اخبار میں شائع ہوا، اس کا تفصیلی جواب سپرد قلم کیا ہے۔ "جھوٹے نبیوں کی آمد کیوں؟" میں آپ نے جھوٹے مدعیان نبوت کی شستہ اسلوب میں نقاب کشائی کی ہے۔ آپ عالمی سطح پر ہونے والی توہین رسالت کے خاکوں کی اشاعتی مہم کو قادیانی شاخسانہ قرار دیتے تھے، چنانچہ ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک میں شائع

ہونے والے توہین آمیز خاکوں کے پس منظر کو بیان کرنے کے لئے آپ نے ایک مضمون تحریر کیا۔ نیز آپ کے بعض مضامین ملکی حکمرانوں اور عالمی مسلم قائدین کو قادیانی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنے کے لئے لکھے گئے، بالخصوص ”قادیانیوں کو حج کوٹہ ، لائق شرم اقدام“، ”سعودی حکمرانوں کے نام کھلا خط“،”حرمین کے تقدس کو بچائیے“،”حرمین کو قادیانیت کی نجاست سے بچائیے“ وغیرہ مضامین لکھ کر آپ نے حرمین شریفین کی اس ناپاک فتنہ سے حفاظت کے لئے اپنا فرض ادا کیا، اور آپ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری صرف لکھنے کی حد تک ہی کافی نہ سمجھتے تھے بلکہ جہاں ضرورت پیش آتی تو آپ متعلقہ افسران سے ملاقات کرکے بھی انہیں قادیانی فتنہ سے خبردار کرتے، چنانچہ اس سلسلہ کی ایک ملاقات سعودی قونصل جنرل سے کی، جس کی روداد آپ نے خود ”سعودی قونصل جنرل سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کی ملاقات“ کے زیر عنوان قلم بند کی ہے۔ اسی طرح آپ نے بعض ختم نبوت کانفرنسوں ”بادشاہی مسجد لاہور، چناب نگر کانفرنس، برمنگھم کانفرنس“ کی روداد بھی تفصیلی مرتب کی ہے، آپ کے یہ مضامین رپوتاژ نوعیت کے ہیں۔ نیز حضرتؒ نے قادیانیت سے متعلق فقہی سوالات کے جوابات ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے تحت روزنامہ جنگ میں اور کچھ سوالات کے جوابات ہفت روزہ ختم نبوت میں بھی لکھے اور اس طرح افتاء کے میدان میں قادیانیت کی شرعی حیثیت واضح کی۔ آپ کے بعض مضامین عوامی ذہن کو مدنظر رکھ کر سلیس انداز میں تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ تمام تر تحریریں، مضامین و مقالات اور فقہی سوال و جواب آپؒ کی تین کتابوں: ”دورِ حاضر کے فتنوں کا تعاقب، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۱، اور حدیث دل، ج:دوم“ میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں، بلکہ انہیں ضرور پڑھنا چاہئے تاکہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف علمی دلائل سے ہم مسلح ہوسکیں۔

حضرت اقدس جلال پوری شہیدؒ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تحریری خدمات کا باب بہت وسیع ہے۔ آپ ہفت روزہ ختم نبوت کا اداریہ تحریر فرماتے تھے۔ آپ دارالافتاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نگران تھے اور اپنی نگرانی میں فتاویٰ مرتب کرواتے تھے، خصوصاً ”فتاویٰ ختم نبوت“ کے نام سے خاص ردِقادیانیت پر تمام مسالک کے فقہی مقالات اور فتوؤں کو آپ نے جمع فرمایا اور ان کی تخریج کرواکر تین جلدوں میں شائع کیا۔ وفاق المدارس کے نصاب میں شامل کتاب ”آئینہ قادیانیت“(مؤلف: مولانا اللہ وسایا) کی تصحیح کرنے کے ساتھ ساتھ اسے وفاق کے نصاب میں شامل رکھنے کے لئے سعی و کوشش بھی کی اور اس سلسلہ میں متعدد بار ارباب وفاق المدارس سے ملاقاتیں کیں۔ اپنے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی ردِقادیانیت پر تمام تحریریں جمع کرکے تحفۂ قادیانیت کے نام سے چھ جلدیں تیار کروائیں اور انہیں جدید ترتیب وتخریج کے ساتھ شائع کیا، حضرت کی تحریروں کے علاوہ اس موضوع پر تقریریں اور انٹرویوز بھی تلاش کرکے اس کتاب میں شامل کئے، اس سلسلہ میں آپ نے مستقل اسفار کئے اور کئی احباب سے رابطہ کرکے اپنا گوہر مقصود پانے کی جستجو میں رہے، اس طرح ردِقادیانیت پر ایک عالم دین کا اتنا ضخیم مواد یکجا کردیا، جسے ردِقادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ یقیناً یہ عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا حضرت جلال پوری شہیدؒ کی محنت و جستجو کے بغیر منظر عام پر نہ آسکتا تھا۔

آپؒ نے اپنے شیخ حضرت لدھیانویؒ کی حیات کے آخر میں حضرتؒ کے حکم پر ”فتنۂ گوہر شاہی“ کتاب مرتب کی، اس تصنیف لطیف سے پورے پاکستان میں بہت سے لوگوں کو ریاض احمد گوہر شاہی کی روسیاہی، گمراہ کن عقائد اور اس کے کالے کرتوتوں سے آگاہی ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مفتی محمد راشد مدنی شہادت دیتے ہیں:

”بندہ خود چشم دید گواہ ہے کہ رحیم یار خان کے گاؤں چک ۱۰۶ پی میں اس کتاب کی برکت سے سو فیصد یہ فتنہ مٹ گیا۔“

(بینات، شہید ناموس رسالتؐ نمبر، ص:۳۱۳)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے بزرگ راہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

”ہمارے ہاں دیہاتوں میں فتنۂ گوہر شاہی پھوٹ پڑا، حضرت جلال پوری شہیدؒ کو فون پر آگاہ کیا، حضرت نے فتنۂ گوہر شاہی پر پچیس کتابیں فوراً روانہ کردیں، وہ میں نے انتظامیہ کے اہم ذمہ داروں تک پہنچادیں، اس کا یہ فائدہ ہوا کہ ڈی پی او بھکر سیّد پرویز قندھاری خود حرکت میں آیا اور گوہر شاہی کے چیلے ڈی پی او کی حرکت سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھے۔ حضرت وقتاً فوقتاً کارگزاری سے آگاہ ہوتے رہتے تھے۔“ (بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ۲۹۴)

(جاری ہے)

۹ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس پچنند

☆......حکومت قادیانیوں کی پشت پناہی سے باز رہے: مولانا اللہ وسایا

☆......ختم نبوت کے اسٹیج پر تمام مسلمان اکٹھے تھے، ہیں اور رہیں گے: مولانا صابر ایوب

☆......قادیانیوں کی کتابیں دجل وفریب کا مجموعہ ہیں: جناب عرفان محمود برق

ملک خالد مسعود

۲۸ر فروری ۲۰۲۱ء بروز اتوار ۹ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس موضع پچنند سابقہ تحصیل تلہ گنگ موجودہ تحصیل لاوہ ضلع چکوال میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ منعقد کی گئی جبکہ پہلی کانفرنس ۲۶ر مئی ۲۰۱۱ء کو انعقاد پذیر ہوئی۔ اس کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں تحصیل تلہ گنگ، تحصیل لاوہ اور تھانہ چکڑالہ کے علماء کرام نے خوب محنت کی اور کانفرنس سے تقریباً ۲۰ دن قبل سے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ جا کر لوگوں کو ختم نبوت کی اہمیت و افادیت اور قادیانیت کی حقیقت آشکارا کرائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تلہ گنگ کی ٹیم اپنے امیر ورکن مرکزی شوریٰ حضرت مولانا عبیدالرحمٰن انور اور تحصیل لاوہ کے امیر مفتی اسد محمود کی قیادت میں دن رات اس کانفرنس کی تیاری میں لگے رہے، اس دفعہ کانفرنس کی اہم بات یہ تھی کہ تلہ گنگ اور لاوہ کی تاجر تنظیموں نے آپس میں مشاورت کے بعد تمام تاجروں کو دعوت دی کہ کانفرنس کے دن سب لوگ اپنا کاروبار بند رکھیں اور کانفرنس میں شریک ہوں، پاکستان کی تاریخ کا یہ انوکھا واقعہ ہے کہ کانفرنس کے دن کسی تاجر نے اپنی دکان نہیں کھولی اور مکمل ہڑتال کی۔ لوگوں نے کانفرنس میں جوق در جوق انفرادی طور پر اور اجتماعی قافلوں کی صورت میں شرکت کی۔ تلہ گنگ کا قافلہ مرکزی جامع مسجد عیدگاہ سے مولانا عبیدالرحمٰن انور کی قیادت میں دن ساڑھے گیارہ بجے اور لاوہ کا قافلہ مفتی اسد محمود کی قیادت میں روانہ ہوا، مختلف ٹرانسپورٹ کمپنیوں شکرال ٹریولز، سواں ویلی اور الشیخ ٹریولز نے لوگوں کو کانفرنس میں لے جانے کے لئے فری سروس مہیا کی۔

کانفرنس موضع پچنند میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپنی خرید کردہ جگہ ۱۲ کنال پر منعقد کی گئی۔ کانفرنس کا آغاز دوپہر ایک بجے ہوا، صدارت سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ نے کی، جبکہ نائب امیر مرکزیہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ بھی موجود تھے۔ گیارہ کنال پر محیط پنڈال عاشقان ختم نبوت سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، جب کہ پنڈال کے چاروں اطراف لوگوں کا ہجوم تھا اور سڑکوں پر بھی لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے، ایک محتاط اندازے کے مطابق ۶۰ سے ۷۰ ہزار لوگوں نے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری نور محمد صاحب کی تلاوت سے ہوا، جب کہ نعت رسول مقبول کا نذرانۂ عقیدت مصعب عمیر فاروقی اور شعیب عباس پچھی نے پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری قاری فضل محمود کاشف تھے، مولانا عبیدالرحمٰن انور نے کانفرنس کی غرض و غایت بتائی اور یہ بھی بتایا کہ الحمدللہ! اب تک ۳۰ کے قریب قادیانی مسلمان ہو چکے ہیں، پہلا بیان جناب عرفان محمود برق کا تھا جنہوں نے قادیانیوں کی کتابوں کے حوالہ جات سے قادیانی دجل کو بے نقاب کیا اور کہا کہ قادیانیوں

کی کتابیں دجل وفریب کا مجموعہ ہیں۔ حضرت مولانا نور محمد ہزاروی صاحب نے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کے لئے لوگوں کو آمادہ کیا۔ پچھند کے نومسلم نوجوان نقیب الرحمٰن نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

بریلوی مکتبۂ فکر کے عالم مولانا صابر ایوب نے کہا کہ ختم نبوت کے اسٹیج پر تمام مسلمان اکٹھے تھے، ہیں اور رہیں گے۔ نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن جناب شبیر حیدر سیالوی نے نوجوان نسل کو ختم نبوت اور مغرب کی مکاریوں کے بارے میں بتلایا، انہوں نے کہا کہ تمام لوگوں کو بیدار ہوکر رہنا ہوگا۔ خطیب نکتہ دان حضرت مولانا محمد رفیق جامی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور ختم نبوت کے مقام کے بارے میں بیان کیا، آخری بیان شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا، انہوں نے قادیانیوں سے کہا کہ ہم نے ۱۹۵۳ء میں تحریک چلا کر لوگوں میں ختم نبوت کا شعور پیدا کیا۔ ۱۹۷۴ء میں تحریک چلا کر تمہیں کافر قرار دلوایا اور ۱۹۸۴ء میں تحریک چلا کر امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا اجراء کروایا اگر تم اپنی حرکتوں اور سازشوں سے باز نہ آئے تو اب جو تحریک چلی گی وہ تمہارے خاتمے کی تحریک ہوگی۔ حکومت ہوش کے ناخن لے قادیانیوں کی پشت پناہی سے باز رہے، اور چور دروازوں سے قادیانیت کو پروموٹ کرنا چھوڑ دے، حکومت آنی جانی چیز ہے۔ قادیانیت ختم ہورہی ہے اور ہر جگہ سے خبریں آرہی ہیں کہ لوگ قادیانیت کو ترک کرکے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آرہے ہیں۔

نائب امیر مرکزیہ حضرت خواجہ عزیز احمد صاحب نے کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں محنت کرنے والے علماء کرام، کارکنان اور دیگر تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے شب و روز محنت کی خصوصاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور بزم شیخ الہند کے علماء کرام۔

حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو مذکورہ کانفرنس کی سرپرستی کرنے اور ہر سال باقاعدہ تشریف آوری پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے بطور خراج تحسین شیلڈز پیش کی گئیں۔

> **وہ تمام گستاخانِ رسول جو پاکستان کی مختلف جیلوں میں قید ہیں، ان کے خلاف قانونی کارروائی کرکے انہیں کیفرکردار تک پہنچایا جائے**
>
> کانفرنس میں منظور کی گئی قرارداد

قاری فضل محمود کاشف نے درج ذیل قراردادیں پیش کیں جو تمام مجمع کی بھرپور تائید سے منظور کی گئیں:

۱:... مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ گستاخ رسول حکومت فرانس کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے اور ان سے تمام سفارتی تعلقات ختم کیے جائیں۔

۲:... وہ تمام گستاخان رسول جو پاکستان کی مختلف جیلوں میں قید ہیں، ان کے خلاف قانونی کارروائی کرکے انہیں کیفرکردار تک پہنچایا جائے۔

۳:... کچھ عرصہ سے ملک کے مختلف مقامات سے خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی توہین و گستاخی کی جارہی ہے، جس کا مقصد ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دینا ہے، حکومت پاکستان ان عناصر کو لگام ڈالے۔

۴:... ملک کے فیصلہ ساز اداروں اور کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افسروں کو برطرف کیا جائے۔

۵:... موضع دوالمیال کی جامع مسجد جو عرصہ دراز سے بند ہے، اس کو کھول کر اکثریتی آبادی مسلمانوں کے حوالے کی جائے۔

۶:... پچھند کی ووٹر لسٹوں میں کچھ قادیانیوں کے نام بطور مسلمان رجسٹرڈ ہیں، ہمارا مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی ووٹر لسٹوں سے خارج کیا جائے۔

۷:... پچھند و مرادوند کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے، لیکن یہاں نمبردار قادیانی ہے جو اکثر موقعوں پر مسلمانوں کو پریشان کرتا ہے، علاقہ کے مسلمان ضلعی و تحصیل انتظامیہ کے سامنے اپنا یہ مطالبہ لے کر گئے لیکن تا حال ان کی دادرسی نہیں ہورہی ہے۔ یہ عظیم الشان اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی نمبردار کو فی الفور برطرف کرکے مسلمان پٹی دار کو نمبردار مقرر کیا جائے۔

آخر میں حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب کی دعا کے ساتھ یہ کانفرنس اختتام کو پہنچی۔

☆☆..........☆☆

الاربعین فی خاتم النبیین ﷺ

تالیف وترتیب: حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ .... ابتدائیہ: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ابتدائیہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ......

أما بعد!

حقیقت میں علم وہ ہے جس کا منبع ومنشاء قرآن حکیم کی آیات مبارکہ اور امام الانبیاء قائد المرسلین، حضور خاتم النبیین ﷺ کی احادیث طیبہ ہو۔ یہ دونوں ادلۂ شرعیہ میں سب سے مقدم بھی ہیں اور سب سے محکم بھی۔ قرآن پاک میں عقیدۂ ختم نبوت اور مسئلہ رفع ونزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا بڑی تفصیل وتوضیح کے ساتھ بیان ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی مزید اس کی ایسی توضیح وتشریح موجود ہے کہ جسے اَن پڑھ بھی سمجھ سکے، اس لئے بجائے عقل کی پیروی کے قرآن وحدیث کی اتباع لازمی ہے۔ قرآن پاک پڑھنے پڑھانے، سمجھنے سمجھانے اور عمل کرنے کے فضائل جہاں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائے، وہاں احادیث مبارکہ کے پڑھنے پڑھانے اور یاد کرکے آگے پہنچانے کے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل ارشاد فرمائے ہیں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”نضر اللّٰہ عبدًا سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا وأداھا کما سمع منی۔“ (مشکوٰۃ،ص:۳۵)

ترجمہ مع تشریح:... ”خداتعالیٰ اس بندے کو خوش وخرم رکھے۔ (یعنی اس کی قدرومنزلت بہت کافی ہو اور اسے دین ودنیا کی مسرت نصیب ہو) جس نے میری کوئی بات سنی، اسے یاد کیا اور ہمیشہ یاد رکھا اور جیسا سنا ہو ہوا آگے لوگوں تک پہنچادیا۔“

دیکھئے! یہ تو ایک بات سننے، اُسے یاد کرکے آگے پہنچانے کی بشارت ہے۔ اور جو آدمی آپ ﷺ کی زیادہ احادیث یاد کرکے آگے پہنچائے گا، اس کا کیا مقام وکیا مرتبہ ہوگا، یہ تو اللہ ہی جانتے ہیں اور چالیس کے عدد کو تو خاص اہمیت حاصل ہے، اس لئے دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینھا بعثہ اللّٰہ فقیھا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعا وشھیدا۔“ (مشکوٰۃ،ص:۳۶)

ترجمہ:... ”کہ جو شخص میری امت کو فائدہ پہنچانے کے لئے امردین کی چالیس حدیثیں یاد کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن فقیہ اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کا شفاعت کرنے والا اور (اس کی اطاعت پر) گواہ بنوں گا۔“

اربعین یعنی چالیس احادیث یاد کرنے اور یاد کرانے کا امت مسلمہ میں ہمیشہ ذوق رہا ہے۔ بیسیوں موضوعات پر چالیس احادیث کے مجموعے مرتب ہوئے۔ ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت“ کے مرکزی دفتر ملتان میں ہر سال علماء کرام کے لئے سہ ماہی تربیتی کلاس کا انعقاد ہوتا ہے۔ (اب یہ تربیتی کورس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد کیا جاتا ہے) جہاں شریک علماء کرام کو دیگر نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ وہاں عقیدہ ختم نبوت، رفع ونزول مسیح علیہ السلام، سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی آمد، دجال کے خروج اور علامات قیامت پر چالیس احادیث بھی یاد کرائی جاتی ہیں۔ ذخیرۂ احادیث سے ان مذکورہ بالا موضوعات پر چالیس احادیث کا انتخاب اور انہیں یاد کرنے پر عمل تو ہوتا رہا، لیکن اس پر کوئی مجموعہ مرتب نہ کیا گیا۔

گزشتہ سال سے ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت“ نے ہر ماہ کا ایک جمعہ ”عقیدۂ ختم نبوت“ کے لئے وقف کرنے کی خاطر علماء کرام وخطباء حضرات کو متوجہ کرنا شروع کیا تو ملک بھر سے تقاضا ہوا کہ ہمیں اس عنوان پر بیان کے لئے مرتب شدہ کوئی رسالہ یا کتاب بھی ملنی چاہئے۔ یہ مجموعہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری جو مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں صدرالمدرسین ہیں، انہوں نے یہ مجموعہ تیار کیا ہے۔ حق تعالیٰ اسے نافع خلائق فرمائیں۔ ملک بھر کے خطباء حضرات سے

درخواست ہے کہ وہ خطبۂ جمعہ کے لئے ان احادیث مبارکہ سے استفادہ فرمائیں۔ اس سے جہاں قادیانی فتنہ پر کاری ضرب پڑے گی، وہاں عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے باعث شفاعت کبریٰ اور دیدارِ نبوی ﷺ کے بھی حق دار ٹھہریں گے۔ فقیر! اللہ وسایا

احادیث نبویہ

ختم نبوت' انبیاء علیہم السلام میں صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے:

حدیث نمبر:۱-

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ."

(مسلم، ج:۱،ص:۱۹۹، مشکوٰۃ،ص:۵۱۲)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے: ۱:- مجھے جامع کلمات (معانی کثیرہ کے حامل) دیئے گئے ہیں۔ ۲:- رعب سے میری مدد کی گئی (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر اُن کو مغلوب کر دیتا ہے)۔ ۳:- میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔ ۴:- میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ اور اس کی مٹی پاک کرنے والی بنادی گئی۔ ۵:- تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ۶:- انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ میری ذات پر ختم کر دیا گیا ہے۔"

فائدہ:- آنحضرت ﷺ کی چند خصوصیات اس حدیث پاک میں شمار کی گئی ہیں۔ یہ خصوصیات صرف چھ تک محدود نہیں، بلکہ بہت سی ہیں۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے اس موضوع پر "خصائص الکبریٰ" کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں کتاب لکھی ہے۔ تفصیل وہاں ملاحظہ ہو۔

یہاں خصوصیت نمبر:۵،۶ قابل غور ہیں۔ اس کا مطلب محدثین حضرات نے یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت آپ ﷺ کے زمانہ مبارک سے لے کر قیامت تک کے لئے ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "خاتم النبیین" آپ ﷺ کی ایک خصوصیت ہے جو دیگر انبیاء علیہم السلام کے بالمقابل آپ ﷺ کو مرحمت ہوئی۔ یہ صرف تعریفی لقب نہیں، جس کا اطلاق مجازاً دوسروں پر بھی ہو سکے، بلکہ بحیثیت عقیدہ ایک عقیدہ ہے اور خاتم المحدثین، خاتم المفسرین، خاتم الشعراء کی طرح کا ایک محاورہ نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دجال اور کذاب ہے

حدیث نمبر:۲-

"عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ."

(ابوداؤد، ج:۲،ص:۱۲۷، ترمذی، ج:۲،ص:۴۵)

ترجمہ:... "حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ میری اُمت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک (اپنے متعلق) یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔"

فائدہ:- دیکھئے! یہ حدیث متواتر ہے۔ دس سے زائد صحابہؓ اس کے راوی ہیں۔ اس حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے ہر قسم کی نبوت کی نفی فرما کر ہر مدعی نبوت کو کذاب و دجال فرمایا ہے۔

اس پیش گوئی کا ظہور آپ ﷺ کے عہد مبارک سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ اسود عنسی اور مسیلمۃ الکذاب آپؐ کے زمانہ ہی میں ظاہر ہوئے۔ آپؐ کے ارشاد کے مطابق صحابہؓ نے انہیں کاذب بلکہ کذاب و دجال سمجھا اور جو برتاؤ دجالین کے ساتھ ہونا چاہیے تھا، وہی ان کے ساتھ کیا۔ اسی طرح بعد کے اُمتیوں نے بھی کسی ایسے مدعی نبوت کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ کیا اس قسم کے صاف ارشاداتِ نبویہ کے بعد بھی مسئلہ ختم نبوت کے کسی پہلو میں خفاء باقی ہے اور کیا اُمت مرزائیہ کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے خیالات باطلہ و مزعومات فاسدہ سے تائب ہوں؟

اُمت کا انتظام اور اُن کی دینی تحریفات کی اصلاح کرنا بھی نبوت نہیں

حدیث نمبر:۳-

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ." (بخاری، ج:۱،ص:۴۹۱، مسلم، ج:۲،ص:۱۲۶)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد

فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت وسیاست خود اُن کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کی جگہ آجاتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔“

فائدہ:۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ: ”بنی اسرائیل میں جب کوئی فساد رونما ہوتا تو اللہ تعالیٰ کسی نبی کو ان میں بھیج دیتا جو ان کی اصلاح کرتا اور شریعت تورات میں ان کی تحریفات کو دور کر دیتا۔“ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں یہ خدمات خلفاء کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ اس سے امت محمدیہ کے کمالات وعظمت کا اندازہ کرنا چاہیے کہ جن خدمات کے لئے پہلے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے تھے۔ اب ان خدمات کو اس امت کے علماء وخلفاء انجام دیا کریں گے۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انبیاء بنی اسرائیل شریعت مستقلہ لے کر نہ آتے تھے، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع میں تبلیغ احکام کرتے اور لوگوں کو صحیح احکام تورات کا پابند بناتے تھے۔ اس قسم کے انبیاء کو مرزا قادیانی نے غیر تشریعی نبی کہا ہے۔ تو حدیث مذکور کا حاصل صاف طور پر یہ ہوا کہ اب اس اُمت محمدیہ میں غیر تشریعی (یعنی شریعت سابقہ کے متبع) انبیاء علیہم السلام بھی پیدا نہیں ہوں گے۔ بالفاظِ دیگر ظلی بروزی نبی بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

ختم نبوت کو حسی چیز کی مثال سے واضح کرنا

حدیث نمبر:۔ ۴

”عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَأَجْمَلَهٗ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِیَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ.“

(بخاری، ج:۱،ص:۵۰۱، مسلم، ج:۲،ص:۲۴۸)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور آراستہ وپیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آآ کر اس کے اردگرد گھومنے لگے اور عش عش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ: یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی، (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) آپ ﷺ نے فرمایا: میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

فائدہ:۔ ذرا اس حدیث مبارک کے مضمون پر غور فرمائیں! کس طرح آپ ﷺ نے بلیغ مثال سے مسئلہ ختم نبوت کو سمجھایا اور تمام اوہام باطلہ کا استیصال فرما دیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالیشان محل کی طرح ہے، جس کے ارکان حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ آپ ﷺ کا اس عالم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم کی گنجائش باقی نہیں تھی، جسے آپ ﷺ نے پورا فرما کر قصر نبوت کی تکمیل فرما دی۔ اب اس (محل) میں نہ تو نبوت تشریعیہ کی اینٹ کی گنجائش ہے اور نہ غیر تشریعیہ (ظلیہ وبروزیہ) کی۔ (جاری ہے)

تحریک ختم نبوت 1953ء میں دس ہزار عاشقان رسول نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد عرفان نے کہا کہ تحریک ختم نبوت مارچ 1953ء شہدائے 1953ء کے مقدس خون کا صدقہ رنگ لایا اور قادیانی 1974ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کی قربانیوں کی بدولت پاکستان قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچ گیا۔ مختلف اجتماعات میں علماء کرام نے اپنے خطاب میں کہا کہ مارچ 1953ء میں سب سے زیادہ گولی چلی اور دس ہزار عاشقان رسول کے سینے گولیوں سے چھلنی کر کے یہ سمجھ لیا تھا کہ تحریک ختم نبوت تشدد سے ختم ہو جائے گی، لیکن شہدائے ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور 7 ستمبر 1974ء کو ملک عزیز کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو کلیدی اور اہم عہدوں سے فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ علماء کرام نے عوام اور اسٹوڈنٹس سے وعدہ لیا کہ وہ تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے اور مشن تحفظ ختم نبوت میں شریک ہو کر اپنی وابستگی کا عملی ثبوت دیں گے۔

آہ! پیر جی سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تحریک آزادی کے نامور راہنما، عظیم خطیب حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جنہیں امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ۱۹۳۰ء میں خدام الدین لاہور کے سالانہ اجتماع میں امیر شریعت کا لقب دیا، انہیں اور ان کی جماعت مجلس احرارِ اسلام کو آزادیٔ ہند کی تحریک کے ساتھ ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے شجرہ خبیثہ کی بیخ کنی کا حکم فرمایا اور علماء کرام کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حکم فرمایا۔ امیر شریعت کا لقب الہامی ثابت ہوا جو شاہ جیؒ کے ساتھ خاص ہوگیا۔ شاہ جیؒ اور ان کی جماعت مجلس احرارِ اسلام بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس مشن کو خوب سنبھالا بلکہ سنبھالنے کا حق ادا کردیا۔ قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر پھرے اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری کو اپنا وظیفۂ حیات قرار دیا۔

شاہ جیؒ کو اللہ پاک نے چار بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ چاروں حافظ و قاری اور عالم بنائے، خطابت آپ کی گھر کی لونڈی ہے۔ مجلس احرارِ اسلام بوجوہ تحریک پاکستان میں حصہ نہ لے سکی اور احرار قیامِ پاکستان کے بعد زیر عتاب آئے اور مجلس احرارِ اسلام پر پابندیاں عائد کردی گئی۔ قیام پاکستان کے بعد احرار راہنما سر جوڑ کر بیٹھے اور بہت غور وفکر کیا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی تحریک کو کیسے برقرار رکھا جائے؟ چنانچہ کافی غور وفکر کے بعد طے کیا کہ بات نام کی نہیں کام کی ہے اور قادیانیت کے منہ زور گھوڑے کو نتھ ڈالنے کے لئے ’’مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان‘‘ کے نام سے ۱۹۴۹ء میں تنظیم کی تشکیل ہوئی۔ شاہ جیؒ امیر، مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔ جب مجلس احرارِ اسلام سے پابندی ہٹادی گئی تو ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، ابن امیر شریعت مولانا سیّد ابومعاویہ ابوذر حافظ سیّد عطاء المنعم بخاریؒ نے مجلس احرارِ اسلام بحال کردی۔ آگے چل کر ابن امیر شریعت مولانا سیّد ابوذر بخاریؒ مجلس احرارِ اسلام کے امیر و قائد مقرر ہوئے۔ ان کے بعد شاہ جیؒ کے دوسرے بیٹے مولانا سیّد عطاء المحسن شاہ بخاریؒ، سیّد عطاء المومن شاہ بخاریؒ نے یکے بعد دیگرے احرار کی قیادت اور پرچم کو سنبھالے رکھا۔ شاہ جیؒ کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند حضرت مولانا پیر جی سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ تھے۔ جن کی پیدائش ۱۵؍رجب المرجب ۱۳۶۳ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۴۴ء کو ہوئی۔ دینی علوم کی تحصیل جامعہ خیرالمدارس ملتان، جامعہ مدنیہ لاہور، جامعہ رشیدیہ ساہیوال، خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ، حضرت علامہ مولانا محمد شریف کشمیریؒ جیسے اساتذہ کرام سے کی۔ قرآن پاک امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ قدس سرہ سے کی۔ ہوش سنبھالا تو ملک عزیز پر برطانوی سامراج کا قبضہ تھا اور والد محترم حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی بزم ورزم کی داستانیں سنیں۔ حریت کا جذبہ ماں باپ کی طرف سے ودیعت ہوا۔ مجلس احرارِ اسلام اور اس کے بزرگوں کو قریب سے دیکھا۔

اصلاحی تعلق قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے استوار کیا جو مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرارِ اسلام کے خورد و کلاں کے پیر و مرشد تھے۔ بعدازاں جانشین حضرت رائے پوریؒ حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ ثم سرگودھوی کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور مجاز ہوئے۔ ایک عرصہ تک مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے اور قوت لایموت پر گزر بسر کی۔ برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کی خدمت سعادت سمجھ کر کی۔ پاکستان واپس تشریف لائے تو مجلس احرارِ اسلام کے پلیٹ فارم سے بڑے بھائیوں مولانا سیّد ابوذر بخاریؒ مولانا سیّد عطاء المحسن بخاریؒ کی قیادت میں عقیدۂ ختم نبوت، تحفظ اصحاب و آل رسول اور اصلاح معاشرہ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ خطابت خانوادہ امیر شریعتؒ کے گھر کی لونڈی ہے۔ احقاق حق ابطال باطل کا فریضہ بلاخوف اور لومۃ لائم سرانجام دیا، جسے حق سمجھا ڈنکے کی چوٹ انجام سے بے پرواہ ہوکر بیان کیا۔ آپ ۱۹۹۹ء سے ۲۰۲۱ء تک مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی امیر رہے۔

چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں کے سینوں پر مونگ ڈلتے رہے۔ مجلس احرار نے چناب نگر میں بارہ ربیع الاول کو دعوتی جلوس کا آغاز کیا، جو گول چوک چناب نگر (ربوہ) میں جلسہ کی شکل اختیار کرلیتا۔ شیر حریت کا فرزند ارجمند ہمیشہ شیر کی طرح گرجتا اور قادیانیت کے مرکز دجل وفریب پر حق کی سنگ باری کرتا۔ ان کی ساری زندگی کام، کام اور صرف کام سے عبارت

تھی۔ رزم و بزم میں اپنے عظیم والد کی جانشینی کا حق ادا کرتے رہے۔ عظیم خطیب ہونے کے باوجود خطابت کو پیشہ کے طور پر نہیں اپنایا، بلکہ دینی فریضہ کے طور پر سرانجام دیا۔

راقم سے بہت محبت فرماتے۔ ایک مرتبہ قائد تحریک ختم نبوت، خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ سرگانہ ہاؤس ملتان میں قیام فرما تھے اور آپ پر استغراق کی کیفیت طاری تھی، بہت کم تکلم فرماتے تو صاحبزادگان نے پیر جی مولانا سیّد عطاء اللہ المہیمن بخاریؒ سے استدعا کی۔ چنانچہ سرگانہ ہاؤس تشریف لائے اور اپنے بزرگوں کے مجاہدانہ کارناموں سے محفل کو کشت و زعفران بنادیا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ بھی محظوظ ہوئے اور کبھی کبھار کھل کھلا کر ہنس پڑتے اسی دوران راقم حضرت والا کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، علیک سلیک خیر خیریت معلوم کی اور فرمایا: او مورخ اسلام! راقم نے عرض کیا: جی حضور! فرمایا کہ اپنے استاذ کی سیرت وسوانح اور حالات زندگی پر بھی کچھ کام کیا ہے؟ راقم نے عرض کیا کون سے استاذ محترم؟ فرمایا: مولانا محمد حیاتؒ، راقم نے عرض کیا: آپ سرپرستی فرمائیں تو کچھ کام کروں گا۔ مزاحاً فرمانے لگے کہ تیری سرپرستی پہلے میں نے کی ہے؟ راقم نے عرض کیا کہ پہلے نہیں کی، تو اب فرمالیں۔ اس پر حضرت خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ سمیت حاضرین مجلس ہنس پڑے۔

گزشتہ کئی سالوں سے بستر علالت پر تھے، کوئی بڑی بیماری نہ تھی لیکن کمزوری نے بے جان کردیا تھا۔ معاملات زندگی گھٹنا شروع ہوگئے، کبھی صحت اجازت دیتی تو دار بنی ہاشم میں گھر سے باہر تشریف لاتے اور خوب مجلس جمتی اور چائے کا دور چلتا۔ جماعتی رفقاء اور مریدین ومسترشدین سے گھل مل جاتے اور اگر صحت اجازت نہ دیتی تو کئی روز تک باہر تشریف نہ لاتے۔

زندگی کی ستتر بہاریں پوری کر کے ۶؍فروری ۲۰۲۱ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اگلے روز ۷؍فروری ۲۰۲۱ء قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے اسٹیڈیم میں جنازہ کا اعلان کیا گیا۔ جنازہ میں ہزاروں سے زائد شرکاء نے اس عظیم المرتبت باپ کے عظیم فرزند سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا اور ان کے اکلوتے فرزند ارجمند حضرت مولانا سیّد عطاء المنان کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں ان کے والد اور بھائیوں کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

آل لاہور تقریری مقابلہ بعنوان تحفظ ختم نبوت

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام آل لاہور تقریری مقابلہ بعنوان تحفظ ختم نبوت جامع مسجد عائشہ دفتر ختم نبوت مسلم ٹاؤن وحدت روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن، مولانا ڈاکٹر عبدالواحد قریشی، مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، سیکرٹری جنرل لاہور مولانا علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا سیّد سردار شاہ آس اکیڈمی، نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، مولانا مختار الحق ظفر، مولانا محمد حسین، مولانا سیّد عبداللہ شاہ، مولانا مفتی محمد ساجد لاہوری، مولانا اصغر علی، مولانا محمود میاں، مولانا سیّد جنید بخاری، مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالشکور یوسف، مولانا عزیز الرحمٰن گلشن راوی، مولانا ظہیر احمد قمر، حاجی محمد شفیق، مولانا محمد عابد، قاری فضل الرحمٰن، حافظ محمد نعمان حامد، مولانا محمد اسلم ندیم، مولانا عبدالرحمٰن، حافظ عبدالودود، مولانا زین العابدین و دیگر علماء اور طلباء نے شرکت کی۔

تقریری مقابلہ میں پچاس سے زائد شرکاء نے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق اکابرین کی زیرنگرانی خطابات کیے۔ تقریری مقابلہ میں اول، دوم، سوم آنے والوں کو نقد انعامات اور منتخب کتب دی گئیں اور باقی تمام شرکا کو کتب اور لٹریچر دیا گیا۔ علما کرام نے کہا کہ اس مقابلہ کا مقصد نسل نو میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کرنا ہے اور نوجوان نسل کو فتنۂ قادیانیت سے متعارف کروانا ہے۔ تمام شرکاء کو قیمتی کتب کے تحائف دیے گئے۔ تمام شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام زندگی بھر کریں گے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام کے بنیادی عقائد ہیں جن کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ان بنیادی عقائد میں ختم نبوت کا عقیدہ اساسی حیثیت رکھتا ہے، جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہونا ضروری ہے منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کرلئے ہیں، نئی نبوت پر ایمان لانے کے بعد ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ آج قادیانی پوری دنیا خصوصاً مغربی دنیا میں یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان میں منکرین ختم نبوت کے حقوق پامال کردیئے گئے ہیں، ان کے شہری حقوق معطل کردیئے گئے اور انہیں پاکستان میں آزادی سے رہنے نہیں دیا جارہا، حالانکہ دیکھا جائے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کا نام استعمال کرکے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی ناکام کوشش کررہے ہیں اور ہم کبھی قادیانی گروہ کو مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت انسانیت پر ایک احسانِ عظیم ہے۔ اس عقیدہ نے بتایا کہ بنی نوع اپنی بلوغ اور کمال کو پہنچ گئی ہے، اس میں خدا کے آخری پیغام کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے، اس کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوچکی ہے قادیانیت اسلام کے خلاف سازش اور نبوت محمدی کے خلاف بغاوت ہے، اس نے ختم نبوت کا انکار کرکے دین اسلام کے اس سرحدی خط کو منقطع کیا ہے جو اس امت کو دوسری امتوں سے ممتاز کرتا ہے۔

(رپورٹ: مولانا عبدالنعیم)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ چوک سرور شہید

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا عبدالمجید فاروقیؒ بانی جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ آپ علوم اسلامیہ دارالعلوم کبیر والا سے پڑھے۔ بانی دارالعلوم حضرت اقدس مولانا عبدالخالقؒ المعروف صدر صاحب کے بھی چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔ مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سے پڑھی۔ اس وقت دارالعلوم کبیر والا کا طوطی بولتا تھا۔ جہاں بڑے بڑے علماء اور مشائخ عظام مصروف تدریس تھے۔ ان میں صوفی باصفا حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ (جو آگے چل کر جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر فائز ہوئے) حضرت مولانا منظور الحقؒ جو حضرت صدر صاحبؒ کے بعد جامعہ کے مہتمم بنے، حضرت مولانا علی محمدؒ جو دارالعلوم کے ایک عرصہ تک شیخ الحدیث رہے۔ حضرت مولانا سیّد فیض علی شاہؒ جو کچھ عرصہ انگلینڈ میں بھی رہے۔ حضرت مولانا ظہور الحقؒ جو حضرت صدر صاحبؒ کے بھتیجے اور قابل مدرس تھے۔ ان حضرات سے فیوض و برکات حاصل کیں اور علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ ایک مجلس میں مرحوم نے راقم الحروف سے خود ارشاد فرمایا: کہ مشکوٰۃ شریف پڑھنے کے بعد میں نے حضرت صدر صاحبؒ سے اجازت طلب کی کہ میں دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت صدر صاحب ان دنوں اپنی علالت، ضعف اور بیماریوں کی وجہ سے تدریس ترک فرما چکے تھے، فرمایا: کیوں؟

عرض کی کہ حضرت آپ تو بخاری شریف نہیں پڑھا رہے تو دارالعلوم دیوبند میں بخاری شریف پڑھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر میں آپ کی وجہ سے بخاری شریف پڑھانا شروع کردوں تو آپ دارالعلوم کو نہیں چھوڑیں گے؟

عرض کی کہ اگر آپ خود بخاری شریف پڑھائیں تو دارالعلوم نہیں چھوڑوں گا، تو حضرت صدر صاحبؒ نے آپ کی وجہ سے اُس سال بخاری شریف خود پڑھائی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے علاقہ چوک سرور شہید (المعروف چوک منڈا) میں تدریس کا آغاز کیا۔ جامع مسجد کی امامت و خطابت سنبھالی۔ ایک وقت آیا کہ طلبا کے اژدہام کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت اور جگہ ناکافی ہوگئی تو ایم ایم روڈ پر وسیع وعریض رقبہ خرید کر کے جامعہ کی بنیاد رکھی۔

آپ کا اصلاحی تعلق استاذی المکرّم مولانا عبدالحیٔ بہلوی نقشبندیؒ سے رہا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت کی وفات کے بعد سلسلۂ چشتیہ کے معروف شیخ، برکۃ العصر حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے رہا اور خلافت واجازت سے مجاز ہوئے۔ مجلس سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ ہر سال شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ بصورت دیگر راقم کا جمعہ کا ان کی مسجد میں خطاب ہوتا۔ مجلس کے مبلغین مولانا عبدالرشید غازی، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا محمد ساجد سلمہم اللہ کی بھرپور سرپرستی فرماتے رہے اور دونوں اضلاع مظفر گڑھ اور لیہ میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں کی صدارت فرماتے اور خطاب لاجواب سے بھی نوازتے۔

راقم الحروف ۱۹۷۵ء میں جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں زیر تعلیم تھا کہ شعبان المعظم، رمضان المبارک میں ہونے والے دورۂ تفاسیر میں سے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ سے تفسیر پڑھنے کے لئے گیا، لیکن آب وہوا راس نہ آنے کی وجہ سے راولپنڈی کو چھوڑ کر آنا پڑا تو راولپنڈی، گوجرانوالہ، لاہور سے جھنگ اور جھنگ سے اٹھارہ ہزاری کے راستہ سے چوک سرور شہید پہنچا تو اس وقت راقم کی جیب خالی ہوگئی تو مولانا مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تعارف کرایا کہ جامعہ باب العلوم میں مشکوٰۃ شریف کا طالب علم ہوں اور انہیں ساری داستان

سنائی۔ فرمایا کہ کتنی رقم کی ضرورت ہے؟ سستا زمانہ تھا عرض کیا کہ دس روپے، تو مولانا نے دس روپے نکال کر عنایت فرمائے۔ رمضان المبارک کے بعد مولانا باب العلوم تشریف لے گئے تو میں نے دس روپے پیش کئے، فرمایا کہ یہ کیسے ہیں؟ میں نے یاد دلایا تو بہت خوش ہوئے۔ جماعت میں مبلغ بننے کے بعد ایک محفل میں یہ واقعہ یاد دلایا تو بہت ہنسے اور کہا کہ آپ سے یہ دس روپے بھی ہضم نہ ہوسکے۔

آپ کی وفات صرف ایک عالم کی وفات نہیں بلکہ عالَم کی وفات ہے۔ آپ ہمیشہ اہل حق کے نمائندہ اور حق کی پہچان رہے۔ آپ کے فرزند گرامی مولانا سعید اللہ حفظہ اللہ بھی ہمارے اساتذہ کرام کے شاگرد اور جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل ہیں۔ ایک اور فرزند مولانا محمد زبیر مجلس چوک سرور شہید کے ناظم تبلیغ ہیں۔ آپ نے جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام بنین و بنات کے دونوں شعبے سنبھالے ہوئے تھے۔ اللہ پاک آپ کے فرزندانِ گرامی کو اس عظیم الشان امانت کو سنبھالنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ انہوں نے پسماندگان میں چار بیٹے، دو بیوہ اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ بڑے بیٹے مولانا عبداللہ مدرسہ قدیم کے انچارج اور جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ مولانا عبداللہ کو اپنی زندگی میں جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام ایم ایم روڈ کا مہتمم ونگران مقرر فرمایا۔

جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید کی بنیاد ۱۹۶۶ء میں مولانا عبدالحقؒ نے رکھی، ۱۹۶۸ء میں مولانا عبدالمجید فاروقیؒ نے درجۂ کتب کا آغاز کیا۔ پہلے سال ہی فارسی سے ہدایہ تک اسباق ہوئے۔ مولانا خدا بخش حقانی مدظلہ، حضرت مرحوم کے ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد استاذ مقرر ہوئے، اب اڑسٹھ سال کی عمر ہے، اپنے استاذ اور مادر علمی سے وفا کرتے چلے آرہے ہیں۔ ۲۹؍جنوری کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے دیا اور آپ کی نماز جنازہ وصیت کے مطابق مولانا رشید احمد شاہ جمالی مدظلہ نے پڑھائی اور آپ کو چوک سرور شہید کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ مولانا کی وفات ان کی اولاد اور ورثاء کا صدمہ ہی نہیں بلکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، وفاق المدارس العربیہ پاکستان ایک سرپرست سے محروم ہوگئی۔ ☆☆

مولانا محمد ہاشم علی پوریؒ کی وفات

مولانا حبیب اللہؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور جامعہ حبیب المدارس یاکی والی علی پور کے بانی تھے۔ اللہ پاک نے انہیں اولاد سے نوازا تمام فرزندان قدیم وجدید کا حسین امتزاج ہیں۔ ان کے فرزندان گرامی میں ایک فرزند ارجمند مولانا محمد ہاشمؒ تھے۔ جہاں موصوف اپنے والد گرامی کی طرف منسوب جامعہ حبیب المدارس کے فاضل اور ثقہ حافظ وقاری تھے، وہاں وہ محکمہ خزانہ میں سترہ اسکیل کے گزیٹڈ آفیسر بھی تھے۔ اللہ پاک نے انہیں بہت ہی خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ دعوت وتبلیغ کے سرگرم کارکن ہی نہیں بلکہ راہنما تھے۔ ۱۹۹۰ء سے علی پور ضلع مظفر گڑھ میں جو تبلیغی جماعتیں آتیں ان کا رخ وہ متعین کرتے تھے کہ کس کس رخ اور علاقہ کی طرف جانا ہے۔ جامعہ کی علاقہ بھر میں شاخوں کے انچارج تھے۔ جامعہ کے لئے احباب علاقہ سے ملنا اور جامعہ کی ضروریات کی طرف متوجہ کرنے کی ڈیوٹی اپنے سر لی ہوئی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغین مولانا حمزہ لقمان، ان سے پہلے مولانا قاضی عبدالخالق اور ان سے پہلے مولانا عبدالرشید غازی سلمہم اللہ سے بہت شفقت ومحبت سے پیش آتے۔ راقم بھی سال میں ایک دو مرتبہ ان کے جامعہ میں ضرور جاتا، ایسے پیش آتے کہ گویا راقم ان کا استاذ ہے اور استاذ جی کرکے بلاتے۔ ان کی عمر پچاس سے ایک دو سال اوپر ہوگی۔ ہوش سنبھالا تو دینی گھرانہ پایا، ماں باپ نے جامعہ میں حفظ کے لئے بٹھلادیا۔ حفظ کیا، درس نظامی کی تکمیل کی۔ اسکول وکالج کی تعلیم میں بھی مہارت حاصل کی، اپنی خداداد صلاحیتوں کو ہر محاذ پر خوب استعمال کیا۔ انہیں اللہ پاک نے چار بیٹے عطا فرمائے تین حافظ قرآن ہیں، ایک ابھی چھوٹا ہے، ایک بیٹی ہے، جو ان کے بڑے بھائی مولانا پروفیسر محمد مکی مدظلہ کی بہو ہیں۔ ان کی وفات کی خبر فیس بک سے معلوم ہوئی تو الحمدللہ! ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے یاکی والی حاضری ہوئی بہت بڑا جنازہ ہوا، چونکہ ختم بخاری کی تاریخ پہلے سے طے شدہ تھی۔ جامعہ کے ارباب حل وعقد نے جنازہ کے اجتماع کو ختم بخاری کی تقریب سے بدل دیا اور طے شدہ پروگرام کو منسوخ کردیا۔ استاذی المکرم استاذ العلماء حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا مختصر سبق پڑھایا۔ جنازہ اور میت سے متعلقہ رسوم کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا۔ مرحوم کی وصیت تھی کہ انہیں کالی سفید دھاریوں والے پرچم نبوی میں کفن دیا جائے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے مختصر سا ٹیلی فونک تعزیتی خطاب بھی فرمایا۔ جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا صاحبزادہ محمد یحییٰ عباسی مدظلہ نے جمعیت علماء اسلام کی قیادت کا پیغام سنایا۔ جامعہ کے ایک استاذ مولانا کلیم احمد لدھیانوی زیدمجدہ نے جنازہ کے نظم کو خوب سنبھالا شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی مدظلہ نے جنازہ کی امامت کی اور جنازہ سے پہلے مختصر خطاب بھی فرمایا۔ اللہ پاک نے اپنے فضل وکرم سے راقم کو جنازہ میں شرکت کی توفیق نصیب فرمائی اور انہیں جمعہ کی شام ۵؍فروری ۲۰۲۱ء قبیل مغرب سپرد خاک کیا گیا۔ اللّٰہم اغفرلہ، وارحمہ واعف عنہ وعافہ۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

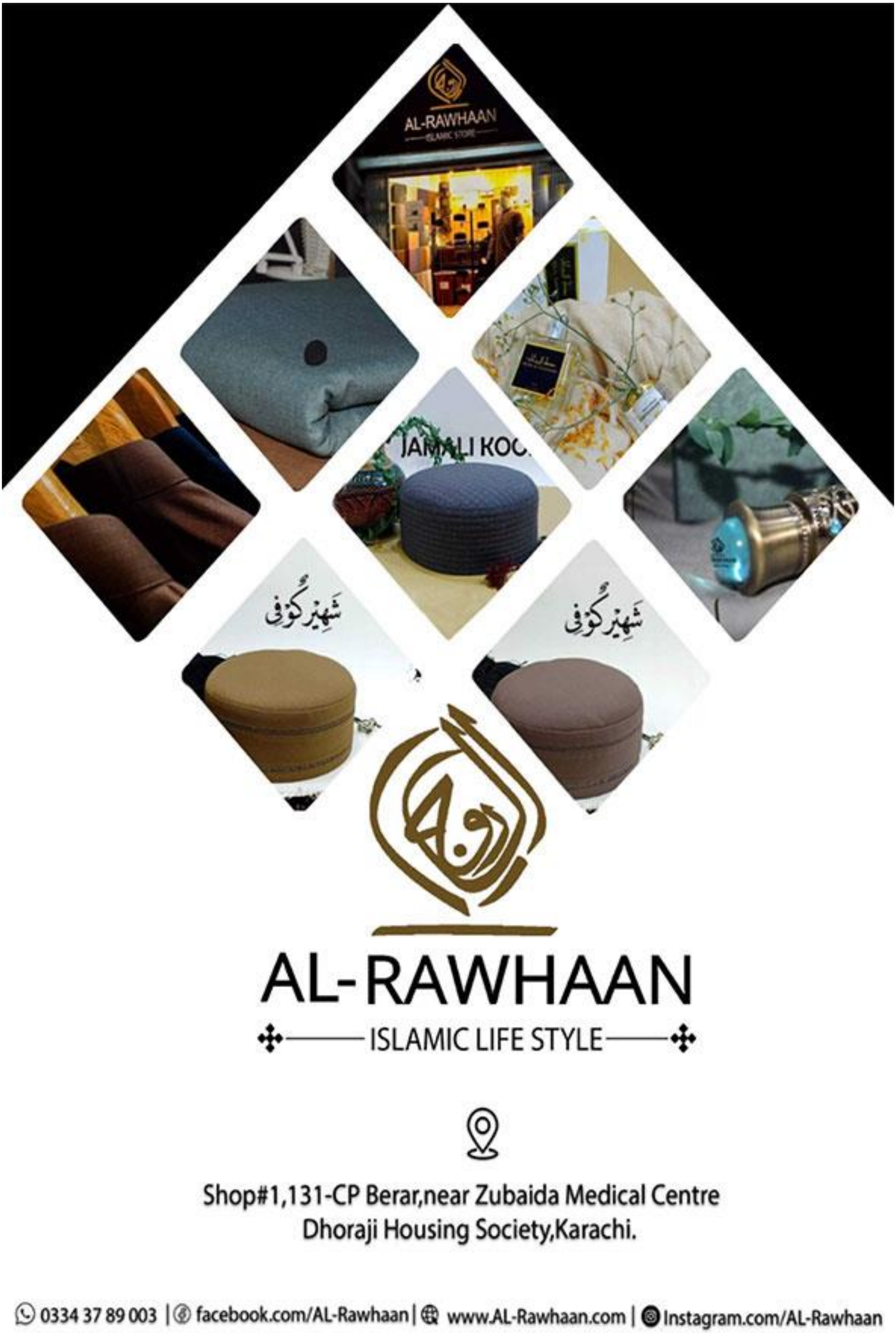
AL-RAWHAAN
ISLAMIC STORE
شہیر کوفی
شہیر کوفی
AL-RAWHAAN
ISLAMIC LIFE STYLE
Shop#1,131-CP Berar,near Zubaida Medical Centre
Dhoraji Housing Society,Karachi.
0334 37 89 003 | facebook.com/AL-Rawhaan | www.AL-Rawhaan.com | Instagram.com/AL-Rawhaan